ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جون 2020ء جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 06

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ الْبَأْسِ،
اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ،
اِشْفِ اِمَامَنَا شِفَاءً كَامِلًا عَاجِلًا لَا يُغَادِرُ سَقَمًا
وَبَارِكْ لَنَا فِيْ اَمْرِهٖ وَعُمْرِهٖ، آمین

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چوٹ لگنے کی وجہ سے اپنی علالت سے صحتیاب ہونے کے بعد مورخہ 22/ مئی 0202ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ کے آغاز میں فرمایا:

''سب سے پہلے تو اُن سب احمدیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میرے گرنے اور چوٹ لگنے پر بڑے غیر معمولی جذبات کا اظہار کیا اور بڑی تڑپ سے دعائیں کیں۔ اس زمانے میں خدا تعالیٰ کی خاطر آپس کی محبت اور بالخصوص خلیفۂ وقت سے اخلاص و وفا کی یہ مثال صرف اور صرف جماعت احمدیہ میں ہی ملتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ جملہ مجھے بہت اچھا لگتا ہے کہ خلیفۂ وقت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ یہ دو طرفہ محبت خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے۔ آپ لوگوں کی دعاؤں ہی کی قبولیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زخم غیر معمولی طور پر جلد مندمل ہو گئے یہ امر ڈاکٹرز کے لیے بھی حیران کُن ہے۔ اِس چوٹ کی وجہ سے مجھے سُریانی نسخے کے مطابق تیار کردہ 'مرہم عیسیٰ' اور ہومیو پیتھک کریم 'کینڈولا' لگانے کا اتفاق ہوا۔ اصل فضل تو خدا تعالیٰ کا ہے وہی شافی ہے، لیکن ان ادویہ کا اس لیے ذکر کر دیا کہ بعض دفعہ ضرورت پڑ جاتی ہے تو دوسروں کو بھی فائدہ ہو جائے۔

اب یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ چوٹ کے بد اثرات جلد دُور فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی اصل طاقت ہے جو دعاؤں سے ملتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا میرے کندھے اور بازوؤں میں شدید درد تھا، ہاتھ اٹھانا مشکل تھا۔ تب بھی خدا تعالیٰ نے دعاؤں کے طفیل چند دنوں میں آرام عطا فرمایا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو ہمیں ہر وقت مانگنا چاہیے اور اُس کے آگے جھکنا چاہیے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 22 مئی 2020ء)

وہ شخص شہر محبت میں لوٹ آیا ہے

جب اُس کا عکس پڑا دل کے آبگینوں پر
وہ رنگ بکھرے یقیں آ گیا قرینوں پر

وہ پاس تھا تو عدم بھی وجود لگتا تھا
وہ کھو گیا تو مری ذات تھی دفینوں پر

وہ رات تھی کہ بدن ہوگئے شکن آلود
جگر کا خون دمکتا رہا جبینوں پر

ہزار اشکوں سے کاٹی شبِ فراق و الم
تو صبح وصل فروزاں ہوئی ہے زینوں پر

وہ شخص شہر محبت میں لوٹ آیا ہے
مثالِ ابرِ کرم چھا گیا مکینوں پر

وہ چاند اُبھرا فضاؤں میں روشنی لے کر
وہ چاندنی ، کہ اُتاری گئی شبینوں پر

غموں کی رات سمٹنے لگی کناروں سے
اُتر گئے وہ جو بھاری تھے بوجھ سینوں پر

کمالِ حُسنِ نظر ہی نہیں ہے اس کا وجود
وہ استعارہ بنا حُسن کا نگینوں پر

(ڈاکٹر حافظ فضل الرحمٰن بشیر، تنزانیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں کیونکر گِن سکوں تیرے یہ انعام

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر مالی وسائل کے نہیں چلتا اور ہر ملک اور قوم اور تنظیم کے لئے اقتصادیات و معاشیات ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتی ہیں۔ چنانچہ یہی قانونِ الٰہی اور روحانی جماعتوں کے لئے بھی ہے اور اس مقصد کے لئے ان جماعتوں کے افراد سے چندہ لیا جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ اسی پس منظر اور ضرورت کے پیش نظر ہماری جماعت میں بھی مالی قربانی کا ایک وسیع نظام موجود ہے۔ اس نظام کے تحت ہر فرد جماعت سے کچھ نہ کچھ چندہ لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی دلی بشاشت کے ساتھ اپنے مال کا ایک حصہ پیش کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔

ایسے بے شمار احباب ہیں جنہوں نے ایک وقت میں اخلاص کے ساتھ مالی قربانی پیش کی تو خدا نے اسے ایسے شاندار انداز میں قبول فرمایا کہ پھر انہیں سالہا سال تک اس سے بڑھ کر قربانیاں پیش کرتے چلے جانے کی توفیق ملتی رہی جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ پہلی قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بے انتہا دیا۔ چنانچہ بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ معمولی کام کرنے والوں کو ایک وقت آیا کہ کروڑوں کا مالک بنا دیا۔ راقم الحروف کو یاد ہے کہ سلسلہ کے قدیمی بزرگ حضرت مرزا عبدالحق صاحبؒ ایڈووکیٹ نے اپنی وفات سے چند سال قبل جب آپ کی عمر سو سال سے تجاوز کر چکی تھی، ایک ملاقات کے موقع پر فرمایا کہ لوگ بوڑھے ہوتے ہیں، ریٹائر ہوتے ہیں تو ان کی آمد کم ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا چندہ اب تک ہر سال پہلے سے زیادہ ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کی احمدیہ جماعتوں کا سالانہ بجٹ گزشتہ سال کی نسبت اضافہ کے ساتھ ہوتا ہے اور ماہِ جون میں جب سال ختم ہوتا ہے تو وصولی اس سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ اسی طرح جب دنیا کے اقتصادی حالات خراب ہوتے ہیں یا جماعت کو مخالفت کے طوفانوں کا سامنا ہوتا ہے تو دنیوی قانون کے مطابق تو بجٹ میں کمی آنی چاہئے لیکن ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ کا سلوک بالکل اور طرح ہوتا ہے اور مالی قربانیوں کا گراف پہلے سے کہیں زیادہ بلند ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ مضمون جا بجا بیان ہوا ہے، ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَ تُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَ صَلِّ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (سورۃ التوبہ:103)

یعنی تُو ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تا کہ تُو اُنہیں پاک کرے اور اُن کی ترقی کے سامان مہیا کرے اور اُن کے لئے دعائیں بھی کرتا رہ کیونکہ تیری دعا اُن کے لئے سکینت کا موجب ہے اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اسی ارشادِ باری تعالیٰ کی تعمیل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی تھی:

''ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے، اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا''۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 83)

پس ان تمام امور کو مدّنظر رکھتے ہوئے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کرتے رہنا چاہئے کہ اسی میں سعادت ہے، برکت ہے اور ہمارا روشن مستقبل ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ

ذوالقعدہ 1441ہجری قمری | جون 2020ء | جلد نمبر 21 | شمارہ نمبر 06 | احسان 1399ہجری شمسی

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیر

محمد انیس دیالگڑھی

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

مینیجر

سید افتخار احمد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main,Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں
https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

فہرست مضامین

04	قال اللہ جلّ جلالہٗ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
05	تبرکات
06	نظم: اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار
07	خطبہ جمعہ: ”یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے دَر کھلیں“
13	اے زندہ اور ہمیشہ رہنے والے خدا!
16	جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے
17	سیرت حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ
20	جرمنی کے سرکاری اسکولوں میں اسلامیات کی تعلیم
21	ابو یحییٰ صاحب کے مضمون ”احمدی جماعت اور مسلمان“ پر تبصرہ
25	مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل
30	خلافت روحانی زندگی کی ضامن (قسط دوم)
33	رپور تاژ: عجب رنگ میں اب کے بہار گزری ہے
34	تہنیتی پیغام بر موقع عید الفطر صدر مملکت وفاقی جمہوریہ جرمنی
35	ہجری شمسی تقویم کا چھٹا مہینہ احسان
39	کورونا وائرس، توہمات اور حقیقت
41	جماعت احمدیہ جرمنی کا مرکزی جلسہ یوم خلافت
42	طنز و مزاح: مارشل لاء
43	جماعتی سرگرمیاں: سال نو کے استقبالیہ پروگرام
46	یادِ رفتگان: مکرم سید مبارک احمد شاہ صاحب مرحوم
48	اعلاناتِ وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

سرِورق پر بھی خطاطی مکرم سعید اللہ خان صاحب کی کاوش ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء

13

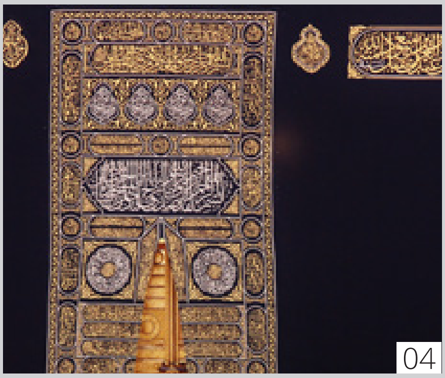

04

07

30

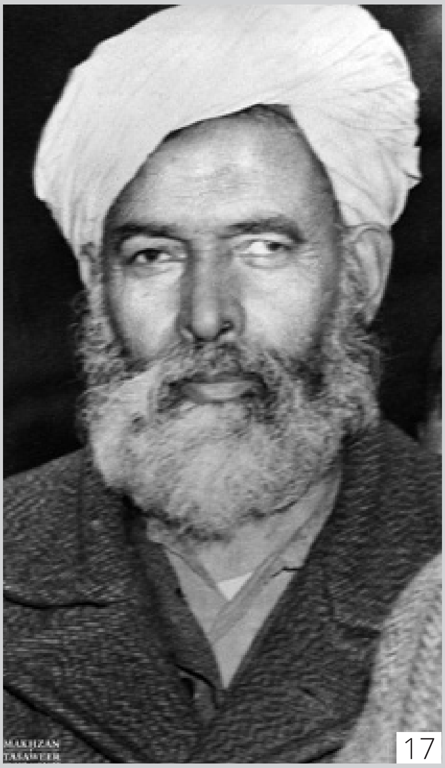

17

25

46

20

33

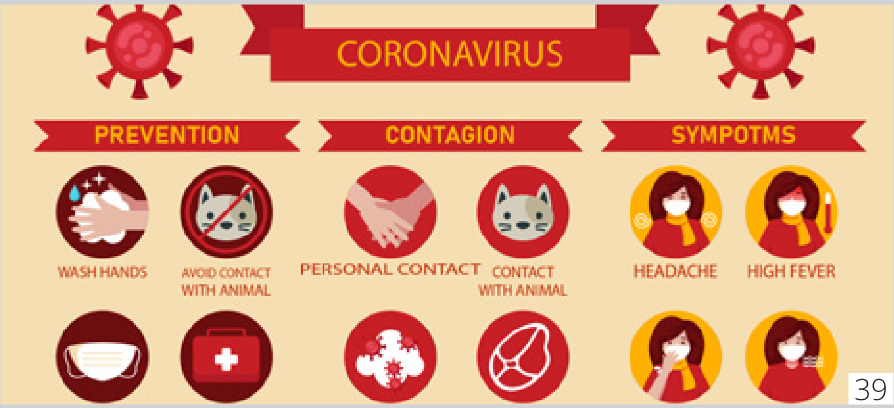

39

06

قال اللہ جلّ جلالہٗ

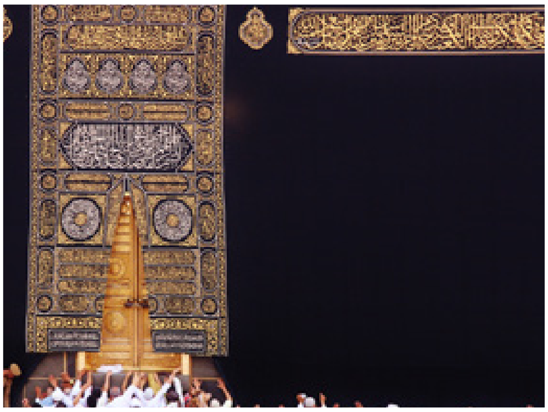

وَ قُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَ ارۡحَمۡ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ

اور تُو کہہ اے میرے ربّ! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

(المومنون:119)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ، قَالَ:

”كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَرِبَهُ اَمۡرٌ قَالَ:

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحۡمَتِكَ اَسۡتَغِيۡثُ “

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جب کوئی کام سخت تکلیف و پریشانی میں ڈال دیتا تو آپ یہ دعا پڑھتے:

”اے زندہ اور ہمیشہ رہنے والے! تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد چاہتا ہوں“۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات حدیث:3524)

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلّاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے اور میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کرسکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیتِ دعا کا نمونہ دکھانے کیلئے ہر وقت تیار ہوں“۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 128، ایڈیشن 2003ء)

ہمارا زندہ حیّ وقیّوم خدا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”ہمارا زندہ حیّ وقیّوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے اور دُعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہئے۔ دُعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے اور جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں ان کو بھی کثرتِ دُعا سے زندہ کر دیتا ہے اور یہ سب ارادے اپنے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔ خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے وہ اپنے کلام سے جو آئندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے ہم پر ثابت کرتا ہے کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے۔ وہی ہے جس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے طاعون کی موت سے بچاؤں گا اور نیز ان سب کو جو تیرے گھر میں نیکی اور پرہیز گاری کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں بچاؤں گا“۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 448)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

صفات الٰہی پر ایمان لانے کی کوشش کرو۔ انسان اگر خدا کے علیم، خبیر اور احکم الحاکمین ہونے پر ہی ایمان لاوے اور یقین جانے کہ میں اس کی نظر سے کسی وقت اور کسی جگہ بھی غائب نہیں ہوسکتا تو پھر بدی کہاں اور کیسے ممکن ہے کہ سرزد ہو۔ غفلت کو چھوڑ دو کیونکہ غفلت گناہوں کی جڑ ہے۔ ورنہ اگر غفلت اور خدا کی صفات سے بےعلمی اور بے ایمانی نہیں تو کیا وجہ ہے کہ خدا کو قادر مقتدر اور احکم الحاکمین، علیم وخبیر اور اخذ شدید والا مان کر اور یقین کر کے بھی اس سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ (خطبات نور جلد 1 صفحہ 307)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”تم اکیلے نہیں اور نہ دنیا کی نگاہوں میں یتیم ہو کیونکہ ہمارا خدا ہمارا روحانی باپ ہے اور جو بندے اس زندہ اور حیّ و قیّوم خدا کے بیٹوں کی مانند پیارے ہوں وہ یتیم نہیں ہوتے اور نہ کبھی ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ زندہ رہنے والا خدا ہے۔ یتیم وہ تب ہوں جب خدا مرے لیکن جب خدا کبھی مر نہیں سکتا تو وہ بھی کبھی یتیم نہیں ہو سکتے۔ پس تمہارے لئے یُتم کا ہونا ناممکن ہے۔ تم مایوس مت ہو بلکہ تم اپنے زندہ خدا کے آستانہ پر گر جاؤ اور اس سے تضرّع اور عاجزی سے دعائیں مانگو تب تم دیکھو گے کہ وہ دیو جو غضبناک شکلیں بنا کر تمہیں ڈرا رہے ہیں اور تمہیں اِس وقت خوفناک صورتوں میں نظر آ رہے ہیں وہ دُھواں بن کر اُڑ جائیں گے اور ان کا نام ونشان تک دنیا میں نہیں رہے گا“۔ (خطبات محمود جلد 17 1936ء صفحہ 110)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

”الحی کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنی ذات میں ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا پھر یہی نہیں کہ وہ خود زندہ ہے بلکہ ہر ذرۂ کائنات اور ہر ذی روح میں جو زندگی نظر آتی ہے وہ اُسی کی عطا کردہ ہے وہ خود ہی زندہ نہیں بلکہ ہر ذی روح کی زندگی کا موجب اور علت العلل بھی ہے پھر وہ القیوم ہونے کی وجہ سے خود اپنی ذات میں ہی قائم نہیں ہے بلکہ ہر چیز جو اس کی اپنی پیدا کردہ ہے اور مخلوق ہے اس کے قیام کا بھی وہی موجب ہے اور اگر اس کائنات اور اس کے ہر ذرہ کا الحیّ اور القیّوم کے ساتھ تعلق نہ رہے یا حی وقیوم خدا ایک لحظہ کے لئے اپنا سہارا ہٹا لے تو پوری کائنات پر فوراً ہی فنا وارد ہو جائے اور کوئی چیز بھی باقی نہ رہے۔ ایسے حیّ وقیّوم اور قدرت طاقت کے ساتھ زندہ تعلق کا ہونا ازبس ضروری ہے اس کے بغیر انسان روحانی طور پر زندہ رہ نہیں سکتا زندہ تعلق خدا کے ساتھ اُس وقت قائم ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جائے اور اس کی روح رَضِیْتُ بِاللّٰہِ پکار اُٹھے“۔ (خطبات ناصر جلد 6 صفحہ نمبر 494-495)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

”پس اللہ کی ذات میں کوئی زمانہ نہیں ہے وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ یہ معنی ہے اس کا کہ جس میں تبدیلی نہیں ہو رہی اس میں زمانہ کیسے ہوسکتا ہے اور جس میں تبدیلی نہیں ہو رہی اس کا ازل سے ہونا ایک لازمی منطقی نتیجہ ہے، اس کے سوا بن ہی نہیں سکتا۔ پس ایک ہی ذات ہے جو ازلی کہلا سکتی ہے جس میں تبدیلی نہ ہو رہی ہو اور ہر وہ ذات جو تبدیل ہو رہی ہے اس کا لازماً کوئی آغاز ہے اس کے بغیر وہ بات شروع ہی نہیں ہوسکتی اور اس اصل کو تو دنیا کے تمام محقق اور منطق اور فلسفی اور سائنس دان تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ چیز جو تبدیل ہو رہی ہے اس کا آغاز کہیں ہمیں ملے گا کہیں اس کا کنارہ ملے گا۔ پس اللہ تعالیٰ خالق ہونے کی حیثیت سے زمانوں سے بالا ہے اور وہی ذات ہے جو ہمیشگی رکھتی ہے۔ نہ اس کا پہلے کوئی کنارہ ہے نہ اس کا آخر پر کوئی کنارہ ہے۔

(خطبات طاہر (عیدین) ص 238)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”پس اس زمانے میں ہمیں زمانے کے امام کے ساتھ جڑ کر دعاؤں کی قبولیت کا بھی فہم و ادراک حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے کا بھی فہم حاصل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے کا بھی ادراک حاصل ہوا کیونکہ زمانے کے امام کے ساتھ چمٹنے سے اللہ تعالیٰ ان ماننے والوں کو بھی ہر ایک کے اپنے تعلق کے معیار کے مطابق جو اس کا خدا تعالیٰ سے ہے، اپنی صفات کے جلوے دکھاتا ہے۔ پس قرآن کریم کا یہ دعویٰ صرف دعویٰ نہیں کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو، کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے بلکہ عملاً اس کے نمونے بھی دکھاتا ہے“۔... (خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 392)

اِس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار

اَے خدا اَے کارساز و عیب پوش و کردگار
اَے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کِس طرح تیرا کروں اے ذُوالمِنَن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مُجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اِک حملہ سے مغلوب اور خوار

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ مَیں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سُن مَیں ہو گیا زار و نزار

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سُلطاں کامیاب و کامگار

کیا سُلائے گا مجھے تو خاک میں قبل از مُراد
یہ تو تیرے پر نہیں اُمید اے میرے حصار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اِس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار

قوم میں فِسق و فجور و معصیت کا زور ہے
چھا رہا ہے ابر یاس اور رات ہے تاریک و تار

ایک عالَم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

(انتخاب از درثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

”یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے در کھلیں“

آنحضرت ﷺ نے جمعہ کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے جب مسلمان کو ایسا وقت ملے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دعا مانگے قبول کی جاتی ہے یا جو بھلائی اور خیر مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجمعۃ باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ حدیث 935)

اس کی وضاحت میں بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جمعہ کا خطبہ بھی نماز کا حصہ ہے اس لئے یہ بھی اس وقت میں شامل ہے جس میں وہ گھڑی میسر آتی ہے تو بہرحال جمعہ کے دن کی ایک خاص اہمیت ہے اور سوائے اشد مجبوری کے ہر عاقل کو بالغ مرد کو اسے پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ للمملوک والمراۃ حدیث 1067)

نماز میں ہر ایک اپنی اپنی سوچ اور ضرورت کے مطابق دعا کرتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو نماز بھی پڑھ لیتے ہیں اور خاص دعا کی تحریک ان میں پیدا نہیں ہوتی۔ بس نماز پڑھ لی۔ نماز کے الفاظ دہرا لئے کہ یہ کافی ہے۔ اور ان کو دعا کی اہمیت کا پتہ نہیں لگتا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آج اس رمضان کے آخری جمعہ میں بعض دعائیں پڑھوں تا کہ جن کو زیادہ احساس نہیں ان کو بھی پتہ لگ جائے کہ دعائیں کیا ہیں اور جماعتی طور پر ہم اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی دعائیں اور مناجات پیش کریں اور پھر نماز میں مجموعی طور پر ان دعاؤں کی قبولیت کے لئے دعا بھی مانگیں۔ ان دعاؤں میں قرآن کریم کی بعض دعائیں مَیں نے لی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی بعض دعائیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض دعائیں شامل ہیں اور بعض عمومی دعائیں بھی ہیں۔ بعض قرآنی اور مسنون دعائیں ہیں جو مَیں پڑھوں گا۔ جن کو یاد ہیں وہ دل میں دہراتے رہیں یا جو میرے ساتھ دل میں دہرا سکتے ہیں بیشک دہرائیں اور ہر دعا کے بعد دل میں آمین بھی کہتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

سب سے پہلے قرآنی دعائیں ہیں:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ (الاعراف:127) اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل اور ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَ اٰیَۃً مِّنۡکَ ۚ وَ ارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ(المائدۃ:115) اے اللہ ہمارے ربّ! ہم پر آسمان سے (نعمتوں کا) دسترخوان اتار جو ہمارے اوّلین اور ہمارے آخرین کے لئے عید بن جائے اور تیری طرف سے ایک عظیم نشان کے طور پر ہو اور ہمیں رزق عطا کر اور تو رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ کَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ(آل عمران:194) اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آو پس ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے ربّ! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکیوں کے ساتھ موت دے۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنۡزَلۡتَ وَاتَّبَعۡنَا الرَّسُوۡلَ فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰہِدِیۡنَ(آل عمران:54) اے ہمارے ربّ! ہم اس پر ایمان لے آئے جو تو نے اتارا اور ہم نے رسول کی پیروی کی۔ پس ہمیں حق کی گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ(آل عمران:9) اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تُو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ۚ اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ(آل عمران:39) اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

رَبَّنَا ھَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا (الفرقان:75) اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (الاحقاف:16) اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلا شبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ(الصّٰٓفّٰت:101) اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَآ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ(القصص:25) اے میرے ربّ! یقیناً میں ہر اچھی چیز کے لئے جو تُو میری طرف نازل کرے ایک فقیر ہوں۔ اس کی خواہش رکھتا ہوں۔

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ(النمل:20) اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تُو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکو کار بندوں میں داخل کر۔

رَبِّ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ۝ وَاَعُوۡذُبِکَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ (المؤمنون:99-98) اور تو کہہ اے میرے ربّ! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اے میرے ربّ کہ وہ وسوسے میرے قریب پھٹکیں۔

رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا(طٰہٰ:115) اے میرے ربّ! مجھے علم میں بڑھا دے۔

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ۝ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ۔ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ۔ یَفۡقَھُوۡا قَوۡلِیۡ(طٰہٰ:29-26) اے میرے ربّ! میرا سینہ میرے لئے کشادہ کر دے اور میرا معاملہ مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ وہ میری بات سمجھ سکیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّ ھَیِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا(الکھف:11) اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملہ میں ہمیں ہدایت عطا کر۔

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا(بنی اسرائیل:81) اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔

رَبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل:25) اے میرے ربّ! ان دونوں پر (یعنی میرے ماں باپ پر) رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

رَبِّ ھَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ۝ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ۝ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ(الشعراء:86-84) اے میرے ربّ! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر اور میرے لئے آخرین میں سچ کہنے والی زبان مقدر کر دے اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ فَاغۡفِرۡ لِیۡ (القصص:17) اے میرے ربّ! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے۔

رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ(التحریم:9) اے ہمارے ربّ! ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے۔ یقیناً تُو ہر چیز پر جسے تُو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ (المؤمنون:110) اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ (الاعراف:24) اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تُو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ (الاعراف:48) اے ہمارے ربّ! ہمیں ظالم لوگوں میں سے نہ بنانا۔

رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ (الانبیاء:90) اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیۡ مَا یُوۡعَدُوۡنَ ۙ رَبِّ فَلَا تَجۡعَلۡنِیۡ فِی الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ (المؤمنون:95-94) اے میرے ربّ! اگر تو مجھے وہ دکھا ہی دے جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے (تو یہ ایک التجا ہے) اے میرے ربّ! پس مجھے ظالم قوم میں سے نہ بنا دینا۔

رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَۃً وَّ عِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَ قِہِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ۔ رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡہُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣالَّتِیۡ وَعَدۡتَّہُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ اَزۡوَاجِہِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔ وَ قِہِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَ مَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَہٗ ؕ وَ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ (المؤمن:10-8) اے ہمارے ربّ! تُو ہر چیز پر رحمت اور علم کے ساتھ محیط ہے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی ان کو بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا اور اے ہمارے ربّ! انہیں ان دائمی جنتوں میں داخل کر دے جن کا تُو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور انہیں بھی جو اُن کے باپ دادا اور ان کے ساتھیوں اور ان کی اولاد میں سے نیکی اختیار کرنے والے ہیں۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے اور انہیں بدیوں سے بچا اور جسے تُو نے اس دن بدیوں کے نتائج سے بچایا تو یقیناً تُو نے اس پر بہت رحم کیا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (الحشر:11) اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کوئی کینہ نہ رہنے دے۔ اے ہمارے ربّ! یقیناً تُو بہت شفیق اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا تَبَارًا (نوح:29) اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور اسے بھی جو بحیثیت مومن میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور سب مومن عورتوں کو اور تُو ظالموں کو ہلاکت کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھانا۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (آل عمران:195) اے ہمارے ربّ! اور ہمیں وہ وعدہ عطا کر دے جو تُو نے اپنے رسولوں پر ہمارے حق میں فرض کر دیا تھا اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔ یقیناً تُو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ (الاعراف:156) تُو ہی ہمارا ولی ہے۔ پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تُو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا (الفرقان:66) اے ہمارے ربّ! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے۔ یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔

رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:17) اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ۙ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ (ابراھیم:42-41) اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔ اے ہمارے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہو گا۔

رَبِّ نَجِّنِیۡ وَاَہۡلِیۡ مِمَّا یَعۡمَلُوۡنَ (الشعراء:170) اے میرے ربّ! مجھے اور میرے اہل کو اس سے نجات بخش جو وہ کرتے ہیں۔

رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ۚۖ فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَہُمۡ فَتۡحًا وَّ نَجِّنِیۡ وَمَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء:119-118) اے میرے ربّ! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ پس میرے درمیان اور ان کے درمیان واضح فیصلہ کر دے اور مجھے نجات بخش اور ان کو بھی جو مومنوں میں سے میرے ساتھ ہیں۔

رَبِّ انۡصُرۡنِیۡ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡمُفۡسِدِیۡنَ (العنکبوت:31) اے میرے ربّ! اس فساد کرنے والی قوم کے خلاف میری مدد کر۔

اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ (القمر:11) مَیں یقیناً مغلوب ہوں پس میری مدد کر۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ٝ وَاغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ (البقرۃ:287) اے ہمارے ربّ! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے اور اے ہمارے ربّ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر ان کے گناہوں کے نتیجہ میں تُو نے ڈالا اور اے ہمارے ربّ!

ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ تُو ہی ہمارا والی ہے۔ پس ہمیں کافر قوم کے مقابلہ پر نصرت عطا کر۔

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ (البقرۃ:251) اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

رَبَّنَا اغۡفِرۡلَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِيۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ (آل عمران:148) اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفٰتِحِيۡنَ (الاعراف:90) اے ہمارے ربّ! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور تُو فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ (یونس:87-86) اے ہمارے ربّ! ہمیں ظالم لوگوں کے لئے ابتلا نہ بنا اور ہمیں اپنی رحمت سے کافر لوگوں سے نجات بخش۔

رَبِّ انۡصُرۡنِيۡ بِمَا كَذَّبُوۡنِ (المؤمنون:40) اے میرے ربّ! میری مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔

رَبِّ ابۡنِ لِيۡ عِنۡدَكَ بَيۡتًا فِي الۡجَنَّةِ وَنَجِّنِيۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِيۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ (التحریم:12) اے میرے ربّ! میرے لئے اپنے حضور جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا لے اور مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

اب بعض حدیث کی دعائیں ہیں۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یہ دعا مروی ہے کہ آپؐ نے یہ دعا سکھائی:

اے اللہ! مجھے میری خطائیں معاف فرما دے اور میرے سب معاملات میں میری لاعلمی، جہالت اور میری زیادتی کے شر سے مجھے بچا لے اور ہر اس نقصان و شر سے بچا لے جسے تُو مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! میری خطائیں بخش دے۔ میری دانستہ نادانستہ اور ازراہ مزاح کی ہوئی ساری خطائیں مجھے بخش دے کہ یہ سب میرے اندر موجود ہیں۔ جو خطائیں مجھ سے سرزد ہو چکی ہیں اور جو ابھی نہیں ہوئیں اور جو مخفی طور پر مجھ سے سرزد ہوئیں اور جو کھلم کھلا میں نے کیں وہ سب مجھے بخش دے۔ تُو ہی آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹا دینے والا ہے اور تُو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب قول النبیؐ اللھم اغفرلی ما قدّمت و ما اَخّرتُ ... الخ حدیث 6398)

پھر آپ کی دعا ہے: اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسۡلَمۡتُ وَعَلَيۡكَ تَوَكَّلۡتُ وَبِكَ اٰمَنۡتُ وَاِلَيۡكَ اَنَبۡتُ وَبِكَ خَاصَمۡتُ وَاِلَيۡكَ حَاكَمۡتُ فَاغۡفِرۡلِيۡ مَا قَدَّمۡتُ وَمَا اَخَّرۡتُ وَمَا اَسۡرَرۡتُ وَمَا اَعۡلَنۡتُ اَنۡتَ الۡمُقَدِّمُ وَاَنۡتَ الۡمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبہ باللیل حدیث 6317)

اے اللہ! مَیں اپنا آپ تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تجھ پر توکّل کرتا ہوں اور تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تیری طرف جھکتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ مدّمقابل سے بحث کرتا ہوں اور تیرے ہی حضور اپنا مقدمہ پیش کرتا ہوں۔ تُو مجھے میرے اگلے پچھلے اعلانیہ، پوشیدہ سب گناہ بخش دے۔ تُو ہی مقدِّم اور موٴخِّر ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ رَبِّيۡ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ خَلَقۡتَنِيۡ وَاَنَا عَبۡدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهۡدِكَ وَوَعۡدِكَ مَا اسۡتَطَعۡتُ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَا صَنَعۡتُ اَبُوۡءُ لَكَ بِنِعۡمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوۡءُ لَكَ بِذَنۡبِيۡ فَاغۡفِرۡلِيۡ فَاِنَّهٗ لَا يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب افضل الاستغفار حدیث 6306)

اے اللہ! تُو میرا ربّ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں جتنی کہ مجھ میں استطاعت ہے۔ میں اپنے عملوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ مجھے بخش دے۔ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ قَلۡبٍ لَا يَخۡشَعُ وَمِنۡ دُعَآءٍ لَا يُسۡمَعُ وَمِنۡ نَفۡسٍ لَا تَشۡبَعُ وَمِنۡ عِلۡمٍ لَا يَنۡفَعُ۔ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ هٰؤُلَآءِ الۡاَرۡبَعِ۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ... الخ منہ حدیث 3482)

اے اللہ! میں تجھ سے ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں عاجزی اور انکساری نہیں اور ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو مقبول نہ ہو اور ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور ایسے علم سے جو کوئی فائدہ نہ دے۔ مَیں ان چاروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

يَا مُقَلِّبَ الۡقُلُوۡبِ ثَبِّتۡ قَلۡبِيۡ عَلٰى دِيۡنِكَ۔

(سنن الترمذی ابواب القدر باب ماجاء ان القلوب حدیث 2140)

اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اَسۡئَلُكَ الۡهُدٰى وَالتُّقٰى وَالۡعَفَافَ وَالۡغِنٰى۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب اللھم انی اسئلک الھدی ... الخ حدیث 3489)

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت اور غنٰی مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِيۡ نُحُوۡرِهِمۡ وَنَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِهِمۡ۔

(سنن ابوداؤد کتاب الوتر باب مایقول الرجل اذا خاف قوما حدیث 1537)

ہم تجھے ان کے سینوں میں رکھتے ہیں یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اَسۡئَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَن يُّحِبُّكَ وَالۡعَمَلَ الَّذِيۡ يُبَلِّغُنِيۡ حُبَّكَ۔ اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنۡ نَفۡسِيۡ وَاَهۡلِيۡ وَمِنَ الۡمَآءِ الۡبَارِدِ۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب دعا داؤد...... الخ حدیث 3490)

اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

ایک لمبی دعا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میں تیری رحمتِ خاص کا طلبگار ہوں جس کے ذریعہ تُو میرے دل کو ہدایت عطا کر دے۔ میرے کام بنا دے اور میرے پراگندہ کاموں کو سنوار دے اور میرے بچھڑے ہوؤں کو ملا دے اور میرے تعلق رکھنے والوں کو رفعت دے۔ تُو اپنی رحمت کے ذریعہ میرے عمل کو پاک کر دے اور مجھے رشد و ہدایت الہام کر اور جن چیزوں سے مجھے الفت ہے وہ مجھے مل جائیں۔ ہاں ایسی رحمت خاص جو مجھے ہر برائی سے بچا لے اور اے اللہ! مجھے ایسا دائمی ایمان و ایقان بھی نصیب فرما جس کے بعد کفر نہیں ہوتا۔ ایسی رحمت عطا کر جس کے ذریعہ مجھے دنیا و آخرت میں تیری کرامت کا شرف نصیب ہو جائے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر فیصلہ میں کامیابی چاہتا ہوں اور شہیدوں کی سی مہمان نوازی اور سعادت مندی کی زندگی اور دشمنوں پر فتح اور نصرت کا خواستگار ہوں۔ مولیٰ! مَیں تو اپنی حاجت لے کر تیرے در پر حاضر ہو گیا ہوں۔ اگر میری سوچ ناقص اور میری تدبیر کمزور بھی ہے تب بھی مَیں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ پس اے تمام معاملات کے فیصلہ کرنے والے اور اے دلوں کو تسکین عطا کرنے والے! مَیں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح بپھرے سمندروں میں تُو انسان کو بچا لیتا ہے اسی طرح مجھے آگ کے عذاب سے بچا لے۔ ہلاکت کی آواز اور قبر کے فتنہ سے مجھے پناہ دے۔ اور میرے مولیٰ! جس دعا سے میری سوچ کوتاہ ہے اور جس امر کے لئے میں نے دست سوال دراز نہیں کیا۔ ہاں وہ خیر اور وہ بھلائی جس کی میں نیت بھی نہیں باندھ سکا مگر تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کے ساتھ اس خیر کا وعدہ کر رکھا ہے یا اپنے بندوں میں سے کسی کو تُو وہ خیر عطا کرنے والا ہے تو ایسی ہر خیر کے لئے مَیں رغبت رکھتا ہوں اور اے سب جہانوں کے ربّ! مَیں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں۔ اے اللہ! مضبوط تعلق والے اور رشد و ہدایت کے مالک! مَیں قیامت کے روز تجھ سے امن کا خواہاں ہوں اور اس دائمی دور میں جنت چاہتا ہوں۔ تیرے دربار میں حاضری دینے والے مقرب بندوں کے ساتھ اور رکوع و سجود بجالانے والوں اور عہد پورا کرنے والوں کی معیت میں۔ یقیناً تُو بہت رحم اور محبت کرنے والا ہے۔ بیشک تُو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا ہدایت یافتہ رہنما بنا دے جو نہ خود گمراہ ہونے والے ہوں، نہ گمراہ کرنے والے بنیں۔ تیرے پیاروں اور دوستوں کے لئے ہم سلامتی کا پیغام ہوں اور تیرے دشمنوں کے لئے جنگ کا نشان۔ ہم تیری محبت کے صدقہ تیرے ہر مُحب سے محبت کرنے والے اور تیری مخالفت اور دشمنی کرنے والوں سے تیری خاطر عداوت رکھنے والے ہوں۔ اے اللہ! یہ ہماری عاجزانہ دعا ہے جس کا قبول کرنا تیرے پر منحصر ہے۔ اے اللہ! پس یہی دعا ہماری سب محنت اور تدبیر ہے اور سب بھروسہ تیری ذات پر ہے۔ اے اللہ! میرے لئے میرے دل میں نور پیدا کر دے۔ میری قبر کو بھی روشن کر دے۔ میرے آگے اور میرے پیچھے بھی نور کر دے۔ میرے دائیں بھی نور کر دے اور میرے بائیں بھی نور کر دے۔ اور میرے اوپر بھی نور کر دے اور میرے نیچے بھی نور کر دے۔ اور میری سماعت میں بھی نور بھر دے۔ اور میری بصارت میں بھی نور بھر دے۔ اور میرے بالوں میں بھی نور بھر دے اور میری جلد کو بھی نورانی کر دے۔ اور میرے گوشت اور میرے خون میں بھی نور بھر دے اور میرے دماغ میں بھی نور بھر دے اور میری ہڈیوں میں بھی نور بھر دے۔ اے اللہ! میرے دل میں نور کی عظمت پیدا کر دے اور پھر مجھے وہ نور عطا کر۔ پس مجھے سراپا نور ہی بنا دے۔ پاک ہے وہ ذات جو بزرگی کا لباس زیب فرما کر عزت کے ساتھ متمکن ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کے سوا کسی کی پاکیزگی بیان کرنی مناسب نہیں۔ پاک ہے وہ صاحب فضل ونعمت وجود۔ پاک ہے وہ عزت و بزرگی کا مالک اور پاک ہے وہ جلال اور اکرام والا۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب اللھم انی اسئلک رحمۃ ... الخ حدیث 3419)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں ہیں۔ آپ نے اپنے ایک صحابی چوہدری رستم علی صاحب کو خط میں یہ دعا لکھی تھی۔ یہ عربی دعا ہے:

يَا مَنْ هُوَ اَحَبُّ مِنْ كُلِّ مَحْبُوْبٍ اِغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَادْخِلْنِيْ فِيْ عِبَادِكَ الْمُخْلَصِيْنَ۔ (الحکم مورخہ 10 اگست 1901ء صفحہ 9 جلد 5 نمبر 29)

اے وہ کہ اے وہ جو ہر محبوب سے زیادہ محبت کرنے کے قابل ہے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت نازل فرما اور مجھے اپنے مخلص بندوں میں داخل فرما۔ ہم تیرے گناہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے۔ تو ہم کو معاف فرما اور آخرت کی آفتوں سے ہمیں بچا۔

(ماخوذ از بدر مورخہ 26 جولائی 1906ء صفحہ 3 جلد 2 شمارہ 30)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو آپ نے ایک خط لکھا اور اس میں یہ دعا لکھی۔ اس طرف توجہ دلائی۔

”اے میرے محسن اور میرے خدا! میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُرمعصیت و پُرغفلت ہوں۔ تُو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تُو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُرگناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے چارہ گر کوئی نہیں۔ آمین“۔

(مکتوباتِ احمدؑ جلد دوم صفحہ 10 مکتوب بنام حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاوّل، مکتوب نمبر 2)

آپ نے فنافی اللہ ہونے کی یہ دعا سکھائی۔

اے ربّ العالمین! مَیں تیرے احسانوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تُو راضی ہو جائے۔ میں تیرے

وجہِ کریم کے ساتھ اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما۔ رحم فرما۔ رحم فرما۔ اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کیونکہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین۔ (ماخوذ از مکتوباتِ احمدؑ جلد دوم صفحہ 159 مکتوب بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ مکتوب نمبر 3)

اب عمومی طور پر ہمیں عالم اسلام کو بھی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان میں اتحاد پیدا کرے اور ان کے جو دل پھٹے ہوئے ہیں وہ دل جڑ جائیں اور آپس کی دشمنیاں ان کی ختم ہوں اور دشمن ان کی دشمنیوں سے جو فائدہ اٹھا رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے ان دشمنوں کے ہاتھوں کو روکے اور وہ اسلام کو نقصان پہنچانے سے ہر طرح باز رہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں میں مردوں میں، عورتوں میں قناعت پیدا کرے۔ انہیں ہر شر سے بچائے۔ انہیں ثبات قدم عطا فرمائے۔ اور وہ ہمیشہ وہ نظام جماعت اور نظام خلافت سے چمٹے رہیں۔ اور نظام جماعت کو بھی لوگوں کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عہدیداروں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واقفین زندگی کو وقف کی روح کے ساتھ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دجّال کے فتنوں اور اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام طاقتوں کو اور ان کے ہاتھوں کو روکے جو مسلمانوں کو کمزور کرنے کے درپے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے شر سے بچا کے رکھے بلکہ اس کے نتیجہ میں صرف اسلامی دنیا میں نہیں بلکہ تمام دنیا میں جو ایک خطرناک تباہی آسکتی ہے اس تباہی سے اللہ تعالیٰ بچائے۔ اللہ تعالیٰ شہدائے احمدیت کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کی، پیچھے رہنے والوں کی خود حفاظت فرمائے۔ اسیران راہ مولیٰ کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو جو کسی بھی لحاظ سے کسی بھی مشکل میں گرفتار ہیں ان مشکلات سے رہائی عطا فرمائے۔ بیماروں کو شفا عطا فرمائے۔ جو لوگ سیاسی لحاظ سے یا مذہبی لحاظ سے مشکلات میں گرفتار ہیں خاص طور پر مختلف ملکوں میں جماعت کے افراد اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے اور دشمنوں کے ہاتھوں کو روکے۔

درویشان قادیان، اب درویشان تو بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ قادیان میں رہنے والے بعض لوگ بھی مشکلات میں ہیں، اسی طرح پاکستان میں رہنے والے اور خاص طور پر ربوہ کے لوگ، آج کل حکومت کی طرف سے بھی پاکستان میں احمدیوں کے حالات تنگ سے تنگ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ظالموں سے نجات دے اور اللہ تعالیٰ حالات بہتر کرے۔

اسی طرح پاکستان کے علاوہ ہندوستان کے بعض علاقوں میں بھی جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے احمدیوں پر ظلم کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے ہاتھوں کو روکے۔

اسی طرح انڈونیشیا میں ابھی تک جہاں جہاں ظالموں کو موقع ملتا ہے وہ احمدیوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں بھی انہوں نے ایک جگہ جہاں تھوڑی سی جماعت تھی وہاں ان کو گھروں سے نکال دیا اور وہ بے گھر ہوئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنی حفاظت میں رکھے اور دشمنوں کے شر سے ان کو بچائے۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا اللہ تعالیٰ مسلمان ملکوں کو عقل دے۔ یمن میں دوبارہ بڑے شدید حملے شروع ہو گئے ہیں۔ عراق میں، شام میں فرقوں کے اختلاف کی وجہ سے اور قبیلوں کے اختلاف کی وجہ سے مسلمان مسلمان کی گردن کاٹ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور جس نبی کو یہ ماننے والے ہیں اس کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے کی ان کو توفیق عطا فرمائے۔ اور اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جس مہدی اور مسیح کو بھیجا ہے اس کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ان غلط راستوں پر چلنے سے یہ بچ سکیں اور ان کی دنیا و عاقبت محفوظ ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے جو مختلف تحریکات میں اور جماعتی چندوں میں مالی قربانیاں دے رہے ہیں۔ اسی طرح تبلیغ کے کام کے لئے آجکل ایم ٹی اے بہت بڑا کردار ادا کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے کے کارکنوں کو اور ہمارے کارکنان میں سے جو والنٹیئرز ہیں، رضا کار ہیں ان کو بھی جزا دے اور ان کو پہلے سے بڑھ کر خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ ایم ٹی اے افریقہ بھی آجکل بڑا تبلیغ کا کام کر رہا ہے۔ نیا شروع کیا گیا ہے اور اس میں سب مقامی لوگ کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو علم اور عرفان میں بھی برکت عطا فرمائے اور وہ بہتر پروگرام بنا کر اسلام کا حقیقی پیغام اپنی قوم کو بھی اور دنیا میں بھی پہنچانے والے ہوں۔ (خطبہ جمعہ 15/ جون 2018ء)

ذاتِ پاکت بس ست یار یکے

وحدہ لا شریک حی و قدیر
لم یزل لایزال فرد و بصیر

وہ اکیلا، لاشریک، زندہ اور قادر ہے۔ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا، یگانہ اور باخبر ہے

کارسازِ جہان و پاک و قدیم
خالق و رازق و کریم و رحیم

جہاں کا کارساز پاک اور قدیم ہے۔ پیدا کرنے والا، روزی پہنچانے والا، مہربان اور رحیم ہے۔

ہمہ پیدا ز دست قدرتِ او
کثرت شان گواہ وحدت او

سب کچھ اس کی قدرت سے پیدا ہوا ہے۔ ان کی کثرت اس کی وحدت پر گواہ ہے۔

اے خداوند خلق و عالمیان
خلق و عالم ز قدرتت حیران

اے جہانوں اور مخلوقات کے آقا! دنیا اور مخلوق تیری قدرت سے حیران ہے

ذاتِ پاکت بس ست یار یکے
دل یکے جان یکے نگار یکے

تیری ذات پاک کا ہمارے لئے دوست ہونا کافی ہے دل بھی ایک ہے جان بھی ایک ہے محبوب بھی ایک ہونا چاہیے

(انتخاب از دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اوّل مطبوعہ 1880ء)

اے زندہ اور ہمیشہ رہنے والے!

تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد چاہتا ہوں

مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب، مربی سلسلہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں انسان کو اس کی اصل حیثیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ۚ وَاللّٰہُ ھُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ۝ اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡھِبۡکُمۡ وَ یَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ۝ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیۡزٍ۝ (سورۃ فاطر، آیات 16-18)

ترجمہ: اے لوگو! تم ہی ہو جو اللہ کے محتاج ہو اور اللہ جو غنی (اور) ہر تعریف کا مالک ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جاوے اور ایک نئی مخلوق لے آوے۔ اور یہ اللہ پر ہرگز مشکل نہیں۔

گویا انسان اللہ تعالیٰ کے در کا فقیر ہے جس کا کام ہی مانگنا اور سوال کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مانگنے والے کو خدا تعالیٰ خوشخبری بھی دیتے ہوئے فرماتا ہے:

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ (المومن:61)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے ہیں ان سب کے بنیادی کام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے دعا کی تعلیم نہیں دی۔ یہ دعا ایک ایسی شے ہے جو عبودیت اور ربوبیت میں ایک رشتہ پیدا کرتی ہے۔ اس راہ میں قدم رکھنا بھی مشکل ہے لیکن جو قدم رکھتا ہے پھر دعا ایک ایسا ذریعہ ہے کہ ان مشکلات کو آسان اور سہل کر دیتا ہے... جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اور ہی انسان ہو جاتا ہے اس کی روحانی کدورتیں دور ہو کر اس کو ایک قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے..."

(الحکم مورخہ 10؍مئی 1901ء صفحہ 3)

انسان کی جسمانی اور روحانی عافیت اسی میں ہے کہ وہ اپنے رب کے در پر ہر حال میں سوالی بن کر رہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کا حکم دیتا ہے بلکہ اس کے آداب اور سلیقے بھی سکھاتا ہے، فرمایا:

ھُوَ الۡحَیُّ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادۡعُوۡہُ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ؕ... (المومن: 66) یعنی وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو۔

نیز سورۃ الاعراف میں فرمایا:

وَ لِلّٰہِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی فَادۡعُوۡہُ بِھَا (سورۃ الاعراف:181) اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اسے ان (ناموں) سے پکارا کرو۔

پھر دعا کرتے وقت انسان کی کیا کیفیت ہونی چاہئے، اس طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے در کے فقیروں کو فرماتا ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔ (الاعراف:56-55)

اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ مخفی طور پر پکارتے رہو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ایک روایت میں دعا کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو“۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

دعا کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہی آنحضرت ﷺ نے انسانی زندگی کے تمام اعمال دعاؤں کے حصار میں محفوظ کر دیئے ہیں یعنی ہر کام کے آغاز کے لئے بھی دعا سکھائی اور اس کے اختتام پر بھی دعا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس لئے ان دعاؤں کو آپ ﷺ کے مبارک الفاظ میں یاد کر کے اپنی روزمرہ زندگی کا معمول بنانا چاہیئے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے اسوہ سے خدا تعالیٰ کے حضور التجائیں کرنے کے سلیقے بھی سکھائے ہیں، حضرت ابن عباس ؓ کی اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کس اضطرار، تذلل، مسکینی اور خاکساری سے اللہ کے حضور حاضر ہوتے تھے۔

عن ابن عباس قال: کان مما دعا به النبی ﷺ فی حجة الوداع:

”اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي، وَتَرَى مَكَانِي، وَتَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي، وَلَا يَخفَى عَلَيْكَ شَيْئٌ مِنْ أَمْرِي، وَأَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ، وَالْمُسْتَغِيثُ الْمُسْتَجِيرُ، وَالْوَجِلُ الْمُشْفِقُ، الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ إِلَيْكَ بِذَنْبِهِ. أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِينِ، وَأَبْتَهِلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيلِ، وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيرِ، دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ، وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهُ، وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهُ، وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ شَقِيًّا، وَكُنْ بِي رَءُوفًا رَحِيمًا، يَا خَيْرَ الْمَسْؤُولِينَ، وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِينَ“

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات میں یہ دعا کی: ”اے اللہ تو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے۔ میری پوشیدہ باتوں اور ظاہر امور سے تو خوب واقف ہے۔ میرا کوئی بھی معاملہ تجھ پر مخفی نہیں ہے۔ میں ایک بدحال، فقیر اور محتاج ہوں، تیری مدد اور پناہ کا طالب، سہما ہوا اپنے گناہوں کا اقراری اور معترف ہوں۔ میں تجھ سے ایک عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں۔ تیرے حضور میں ایک گناہگار ذلیل کی طرح زاری کرتا ہوں۔ ایک اندھے نابینا کی طرح خوفزدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں جس کی گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے اور جس کے آنسو تیرے حضور بہہ رہے ہیں۔ جس کا جسم تیرے حضور گرا پڑا ہے اور تیرے لئے اس کا ناک خاک آلودہ ہے۔ اے اللہ تو مجھے اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرا دینا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرمانا۔ اے وہ جو سب سے بڑھ کر التجاؤں کو قبول فرماتا ہے اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے۔ {میری دعا قبول فرما} {المعجم الکبیر للطبرانی جلد 11 ص174 مطبوعہ بیروت}

اس درگاہ بلند میں آسان نہیں دعا
جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سکھائی ہوئی ہر دعا ہی ایک الگ شان رکھتی ہے، اس کا ایک پہلو یہ ہے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے واسطے دے کر دعا کیا کرتے تھے، حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی مصیبت یا بے چینی ہوتی تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔ (سنن جامع ترمذی، کتاب الدعوات) یعنی اے حیّ و قیّوم خدا تجھے تیری رحمت کا واسطہ دے کر میں تیری مدد کا طالب ہوں۔

اس دعا میں اللہ تعالیٰ کے جن دو صفاتی ناموں کا واسطہ دے کر آنحضور ﷺ دعا کرتے تھے ان میں سے الحی کی صفت کے فیض سے کائنات کی ہر چیز کا وجود عمل میں آتا ہے اور پھر اسے جب تک خدا تعالیٰ چاہے اپنی صفت القیوم کے فیض سے قائم رکھتا اور دوام عطا فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ان صفات کا اگر اظہار اور سہارا نہ ہو تو انسان کی جسمانی اور روحانی زندگی کے خاتمہ کے لئے بے شمار دشمن پوشیدہ و ظاہر، ہر آن اس کو ہلاک کرنے کی تاک میں ہیں۔ اور نظر نہ آنے والے دشمنوں میں سے اس وقت ایک کورونا وائرس کے حملہ نے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کے گھمنڈ خاک میں ملا دیئے ہیں اور ایسی کتنی ہی بلائیں ہر وقت منہ کھولے انسان کو ایک نوالہ تر بنانے کے لئے بے تاب ہیں اگر کوئی بچانے والی ذات ہے تو وہی ایک ہستی ہے جو سب کا خالق و مالک اور حیّ و قیّوم خدا ہے۔ اس لئے اس کی ان دو صفات کا واسطہ دے کر دعا کرنا انسان کی روحانی اور جسمانی بقا کا ضامن ہے۔ جون 1899ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک رؤیا میں بھی اس دعا کو پڑھا جس کی تفصیل ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:

”رؤیا۔ حضرت اقدس کیا دیکھتے ہیں کہ آگ اور دھواں ہے اور چنگاریاں اڑ کر آپ کی طرف آتی ہیں مگر ضرر نہیں دیتیں اِس حال میں آپ یہ پڑھ رہے ہیں۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اِنَّ رَبِّیْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“۔ (تذکرہ صفحہ 279)

یعنی اے زندہ اور ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی ہستی میں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ یقیناً میرا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اس دعا کا اپنی نمازوں میں خاص التزام فرماتے تھے، روایت ہے:

”حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1895ء میں مجھے رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اول شب میں پڑھ لیتے تھے۔ اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے۔ جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع و سجود میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا“...... (سیرۃ المھدی ص13 بحوالہ روزنامہ الفضل 16 جولائی 2003ء صفحہ 4)

حضرت حافظ حامد علی صاحب بیان کرتے تھے کہ حضور نماز میں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کا بہت تکرار کرتے تھے اور سجدہ میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ کا بہت تکرار کرتے۔ بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے۔ ایسا ہی حضرت صاحب کرتے۔ عموماً پہلی رکعت میں آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔ سجدہ کو بہت لمبا کرتے اور بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا کہ اس گریہ وزاری میں آپ پگھل کر بہہ جائیں گے“۔ (روزنامہ الفضل 28 ستمبر 2011ء صفحہ 4)

اسی دعا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ یہ زندگیاں لوٹنے کی تعلیم دے رہے ہیں مگر ہمارا تو تجھ سے تعلق ہے اے حیّ خدا! جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور جس سے زندگی کے چشمے پھوٹتے ہیں، وہ خود بھی قائم ہے اور دوسروں کو بھی قائم رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اے قیّوم! ہم تجھ سے اپنا تعلق جوڑتے ہیں تو ہمیں قائم رکھ اور تو ہمیں قیام بخش اور ہماری زندگی کو غیروں کے حملے سے بچا اور وہ اسے جتنا چھوٹا کرنا چاہتے ہیں تو اسے اتنا ہی لمبا کر دے کیونکہ تیری زندگی تو ہمیشہ کی زندگی ہے۔ پس قومی لحاظ سے ہم جب تجھ سے تعلق جوڑ لیتے ہیں تو ہماری زندگی بھی تیری زندگی جیسی ہو جانی چاہئے جس طرح تجھ پر فنا نہیں تیرے بندوں پر بھی بحیثیت جماعت کے کبھی فنا نہیں آنی چاہئے بِرَحۡمَتِکَ نَسۡتَغِیۡثُ۔ ہم تیری رحمت کے بھکاری ہیں۔ ہم تیری رحمت کے حضور فریادی بن کر آئے ہیں۔ نَسۡتَغِیۡثُ کا مطلب ہے فریاد کرتے ہیں تیری، دہائی دیتے ہیں اے خدا! ہم تیری رحمت کے بھکاری اور فریادی بن کر حاضر ہو گئے تجھے تیری حفاظت کی یاد دلانے کے لئے، تجھے تیری عزت کی یاد دلانے کے لئے اور تجھے تیری رفاقت کی یاد دلانے کے لئے۔ پس اے حیّ و قیّوم! آ اور ہمارا ساتھی بن“۔ (خطبات طاہر جلد 3، صفحہ 193، 194، خطبہ جمعہ 6 اپریل 1984)

حضرت مسیح موعودؑ اپنے صحابہؓ کو اس دعا کی تلقین کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ایک محب صادق حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ کو ایک خط کے ذریعہ مشکلات اور مصائب سے نجات پانے کے متعلق بعض زریں نصائح فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا: ”ہر ایک سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یہ دعا پڑھیں یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِیۡثُ۔ پھر نماز پوری کر کے سلام پھیر دیں“۔ (مکتوبات احمد جلد دوم ص 291)

اسی طرح ایک اور مرتبہ کا ذکر ملتا ہے کہ: ایک شخص نے اپنی مشکلات کے لئے عرض کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”استغفار کثرت سے پڑھا کرو اور نمازوں میں یَا حَیُّ یَاقَیُّوۡمُ اَسۡتَغِیۡثُ بِرَحۡمَتِکَ یَااَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ پڑھو“۔
(ملفوظات جلد 4 صفحہ 250 ایڈیشن 2003ء)

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ جب حیّ و قیّوم خدا کو اس کے دَر کے فقیر پکارتے ہیں تو وہ ان کی التجاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے، اس امر کے ایک نہیں دو نہیں لاکھوں واقعات اور نشانات ہیں، ان میں سے چند کا ذکر ازدیادِ ایمان کی خاطر پیش ہے جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبات میں بھی بیان فرمایا:

1۔ ”گاؤں کھیڑا اچھروال میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے گاؤں والے بہت پریشان تھے حتیٰ کہ کنوئیں کا پانی بھی نچلی حد تک پہنچ گیا تھا۔ یہاں کی ہندو اکثریت نے وہاں کے معلم کو دعا کرنے کو کہا...... انہیں یقین تھا کہ احمدی معلم کو دعا کے لئے کہیں گے تو ضرور بارش ہوگی۔ بہر حال ہمارے معلم نے پہلے تو ان کو اسلامی دعا کے آداب بتائے اور اللہ تعالیٰ کی صفات بتائیں۔ پھر دعا کروائی۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے اس معلّم کی دعا کو قبول فرمایا اور اپنے فضل سے دو تین گھنٹے کے اندر موسلادھار بارش برسا دی اور اپنے سمیع الدعا ہونے کا ثبوت دیا“۔ (الفضل انٹرنیشنل، 16 فروری 2018ء)

2۔ ”بینن سے معلم سلسلہ متین صاحب کہتے ہیں کہ چند دن ہوئے ایک نومبائع دوست آئے کہ مربی صاحب ہمارے گھر آئیں۔ اس نے کہا کہ میری بیوی کی حالت بہت خراب ہے۔ تو کہتے ہیں اس بات پر میں اپنی بیوی کو لے کر ان کے گھر چلا گیا کیونکہ ان کی بیوی کا زچگی کا معاملہ تھا اس لئے عورت کی ضرورت تھی اور وقت بالکل قریب تھا اور اس کو بڑا تیز بخار تھا اور تیز بخار کی وجہ سے رِحم کے سکڑنے کی وجہ سے بچے کی پیدائش نہیں ہو رہی تھی۔ وہ کہنے لگا کہ گزشتہ دو دفعہ بھی اس طرح ہی ہو چکا ہے جس میں یا تو بچہ بچ سکتا تھا یا والدہ۔ لہٰذا دونوں دفعہ انہوں نے والدہ کو بچانے کی کوشش کی اور اولاد کی قربانی دینی پڑی اور اب یہ تیسری بار ایسا ہو رہا ہے۔ معلّم سلسلہ نے کہا کہ ایسی حالت میں ہم دوا کے ساتھ دعا بھی کرتے ہیں اور اپنے امام کو بھی دعا کے لئے لکھتے ہیں لیکن اب تو یہاں اتنا وقت نہیں ہے۔ دعا کا جو ظاہری طریقہ ہے وہ تو کریں گے ہی اور لکھنے کا وقت نہیں۔ چلو ہم خود ہی دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں کا واسطہ دے کر رسول مقبول ﷺ کا واسطہ دے کر دعا شروع کی اور دعا ختم کرنے پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر پانی پر پھونکا اور اس عورت کو پلایا۔ کہتے ہیں اس طرح میں نے دو تین دفعہ کیا اور پانی پھونک کر عورت کو پلانے کے لئے بھجوایا۔ تیسری دفعہ خاوند خوشی سے آیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بیوی بھی بچا لی اور بیٹا بھی دے دیا اور اس نومبائع کا ایمان اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی ذات پر اَور بھی بڑھا اور دعا پر ایمان مزید مضبوط ہوا اور تب سے یہ خود بھی باقاعدہ توجہ سے، انکسار سے، عاجزی سے، تڑپ سے دعائیں کرنے لگ گیا“۔
(الفضل انٹرنیشنل، 16 تا 22 فروری 2018ء)

یہی امتیازِ دوا و دُعا ہے
دوا میں شفا ہے دُعا خود شفا ہے

3۔ ”بیلجیئم کے ایک احمدی دوست داؤد صاحب بیمار تھے۔ ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ ان کے جگر گردے اور پھیپھڑوں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ ہسپتال میں ہی انہیں دل کا دورہ بھی پڑا۔ انہیں وینٹی لیٹر (ventilator) پر لگا دیا گیا۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹروں نے جواب دے دیا یہاں تک کہ ان کی فیملی نے جماعت سے درخواست بھی کر دی کہ جنازہ وغیرہ کی تیاری میں مدد کی جائے۔ حافظ صاحب کہتے ہیں انہوں نے مجھے بھی دعا کے لئے

لکھا خود بھی دعا کی۔ جماعت کو بھی دعاؤں کے لئے کہا۔ اگلے دن جماعتی وفد جس میں صدر انصار اللہ، سیکرٹری تبلیغ اور یہ شامل تھے ان کو وزٹ کرنے گئے تو ڈاکٹر کہنے لگے کہ ایک معجزہ ہوگیا ہے کہ جو دوائی ہم پہلے انہیں دے رہے تھے اور ان کا جسم اسے قبول نہیں کر رہا تھا اب وہی دوائی اثر کر رہی ہے اور ان کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہو رہی ہے۔ ہم نے ڈاکٹر کو کہا کہ یہ معجزہ دعا کی وجہ سے ہوا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ نئی زندگی عطا فرمائی ہے"۔

(الفضل انٹرنیشنل، 16 تا 22 فروری 2018ء)

4۔حضرت میاں محمد نواز خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

"1906ء میں یہاں سیالکوٹ میں طاعون کا ازحد زوروشور تھا......ہر طرف مردے ہی مردے نظر آتے تھے۔مولوی مبارک صاحب صدر میں مولا بخش صاحب کے مکان پر درس دے رہے تھے۔ مَیں لیٹا ہوا تھا۔ مجھے بھی طاعون کی گلٹی نکل آئی۔ میں نے دعا کی کہ یا مولا! میں نے تو تیرے مامور کو مان لیا ہے اور مجھے بھی گلٹی نکل آئی ہے۔ پس اب مَیں تو گیا۔ مگر خدا کی قدرت کہ صبح تک وہ گلٹی غائب ہوگئی اور میرا ایک ساتھی محمد شاہ ہوا کرتا تھا، اُسے میں نے دیکھا کہ مرا پڑا ہے۔ محمد شاہ اور میں دونوں ایک کمرے میں رہتے تھے"۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 10 صفحہ نمبر 143 روایت حضرت میاں محمد نواز خان صاحبؓ، الفضل انٹرنیشنل 6 جولائی 2012ء صفحہ 5، 6)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کی اہمیت اور آداب سکھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بے قراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے أَمَّنۡ يُّجِيۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ پھر جبکہ خدا تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان کرسکتا ہے کہ دعا کرنے پر کوئی آثار صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے اور محض ایک رسمی امر ہے جس میں کچھ بھی روحانیت

باقی صفحہ 38 پر

جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے

ماحول ہے ہراساں یہ دَور نکتہ چیں ہے
ہر دل میں ہے تکدّر ، آلودہ ہر جبیں ہے

ناپختہ ہر عمل ہے ، لرزیدہ ہر یقیں ہے
وصلِ صنم کی اُن کو خواہش کوئی نہیں ہے

"فکروں سے دل حزیں ہے جاں درد سے قریں ہے
جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے"

آنکھوں میں سیلِ گریہ ، سینہ دھواں دھواں ہے
ہر نفس مضطرب ہے ہر آنکھ خونچکاں ہے

ہونٹوں پہ مسکراہٹ ، دل مہبطِ فغاں ہے
فُرقت میں یاں تڑپتا انبوہِ عاشقاں ہے

غربت میں واں پریشاں اِک دِلرُبا حسیں ہے
"جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے"

اِک دَور پُرسکوں کا آغاز چاہتی ہوں
لَے ہو طرب کی جس میں وہ ساز چاہتی ہوں

نظرِ کرم ہی میرے دمساز چاہتی ہوں
سب کی ہے تُو ہی سُنتا اِس بات کا یقیں ہے

"جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے"
انسانی لغزشوں سے مَیں ماورا نہیں ہوں

ماحول سے علیحدہ ربُّ الوریٰ نہیں ہوں
لیکن مَیں تجھ سے غافل میرے خدا نہیں ہوں

نظریں بھٹک رہی ہیں پر دل میں تُو مکیں ہے
"جو صبر کی تھی طاقت وہ مجھ میں اب نہیں ہے"

(محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ۔ ہے دراز دستِ دعا مرا صفحہ 101-98)

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ

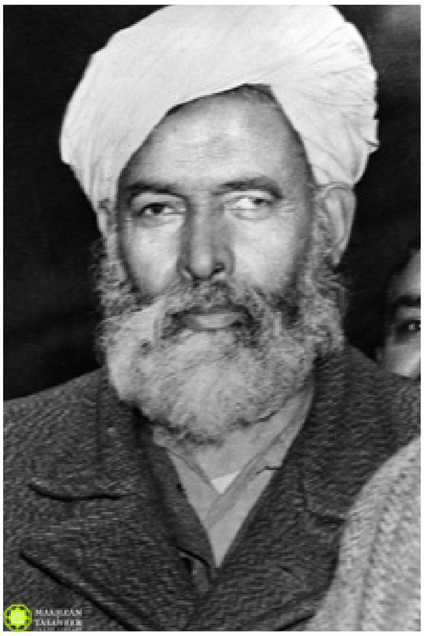

وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

مکرم عطاء المومن زاہد صاحب۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے

آج سے چودہ سو سال قبل عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے، اور پشتوں کے بگڑے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ وہ جو اپنے خصائل اور عادات میں درندوں اور وحشیوں سے ابتر تھے، اخلاق عالیہ سے یوں مزیّن ہوئے کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔ جو ذرۂ خاک تھے ثریا بن کر چمکے۔ جو جاہل مطلق تھے، دنیا کے استاد اور معلم بن گئے۔

یہ تبدیلی ان میں اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ اوّلین وآخرین کے سردار حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے ان کو خدا کی آیات پڑھ کر سنائیں، ان کا تزکیہ کیا اور کتاب اور حکمت کا علم عطا کیا۔

كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ ﷺ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ

صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کا یہ مبارک دور تین سو سال تک جاری رہا۔ اس کے بعد تاریکی کا ایک ایسا دور شروع ہوا جس کی ظلمتیں ایک ہزار سال کے عرصہ میں اپنی انتہاء کو پہنچ گئیں۔ اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا اور ایمان اس دنیا سے مفقود ہو کر ثریا تک جا پہنچا۔

تب خدا کی رحمت نے پھر جوش مارا اور آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کی پیشگوئی کے مطابق خدا حکیم وخبیر نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے قادیان کی گمنام بستی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث کیا۔ خدا کے پیارے مسیح نے اس پیغام کو عام کرنا شروع کیا اور نیک فطرت اور سلیم الطبع لوگوں کو اس الٰہی مشن میں ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی۔ اس آواز کا سننا تھا کہ پروانے دور دور سے آکر اس شمع کے گرد جمع ہونے لگے۔ صالحوں، متقیوں اور پاکبازوں کی یہ ایک ایسی جماعت تھی جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور غلام کامل مسیح و مہدی سے تربیت پا کر آخرین ہو کر بھی اوّلین میں شامل قرار پائی۔ یہ بعد میں آئے لیکن صحابہ سے جا ملے۔

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ان پاکیزہ اور نیک فطرت لوگوں میں سے ایک پاک وجود حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ وہ پاک طینت اور نیک خصلت وجود تھا کہ جس کی پاکیزہ زندگی کا ہر کردار مسیح محمدی کے دبستان میں آکر اسلامی تعلیمات کے سانچہ میں یوں ڈھل گیا تھا کہ ہر دیکھنے والا اس بات کی گواہی دیتا کہ اگر مجسّم اور متشکل صورت میں کوئی فرشتہ ہو سکتا ہے تو وہ شیر علی ہے۔ نیکی کا مجسمہ، تقویٰ وطہارت کا پیکر۔ انتہائی غریب الطبع اور دل کا حلیم۔ اخلاق فاضلہ کے ایسے بلند معیار پر فائز کہ السلام علیکم کہنے میں سبقت کرنے میں عمر بھر کوئی انہیں شکست نہیں دے سکا۔ جس کی بےنفس خدمات دین کا دور ابتدائے احمدیت سے ہی شروع ہو گیا اور زندگی کی آخری سانس تک جاری رہا۔

ان تمام صفات کے حامل یہ صوفی منش بزرگ ضلع سرگودھا کے ایک چھوٹے سے گاؤں ادرحمہ میں 24 نومبر 1875ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اسی گاؤں میں اپنے والد بزرگوار حضرت مولوی نظام الدین صاحبؓ سے حاصل کی۔ اس کے بعد اپنے بڑے بھائی حضرت حافظ عبدالعلی صاحبؓ کے ساتھ بھیرہ ہائی سکول میں داخل ہو گئے۔ انٹرینس کا امتحان آپ نے راولپنڈی سے اور بی اے ایف سی کالج لاہور سے پاس کیا۔ اس دور تعلیم میں مختلف امراض کا شکار رہنے کی وجہ سے بہت نحیف الجسم تھے۔ اور بی اے کے امتحان کے دوران تو آپ کئی دفعہ کمزوری کی وجہ سے لیٹے رہتے اور آپ کے بھائی حضرت حافظ عبدالعلی صاحبؓ آپ کو آپ کی کتابیں پڑھ کر سنایا کرتے۔ اسی حالت میں آپ نے اس امتحان کے تمام پرچے مکمل کئے اور جب نتیجہ نکلا تو آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے پنجاب بھر میں ساتویں پوزیشن حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح (ناصری۔ ناقل) کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو

میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا"۔
(ازالہ اوہام صفحہ 2-3)

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ لاہور کے اس طالب علمی کے دور میں قادیان تشریف لائے اور خدا کے پیارے مسیح کے ہاتھ سے زندگی کا یہ جام پی کر اَمر ہوگئے۔ آپؓ کی زبان مبارک سے یہ زندگی بخش کلام سنا اور ہمیشہ کے لئے اسی در کے غلام ہوگئے۔ چنانچہ اسی دور کا ایک خوبصورت واقعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے یوں بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ جبکہ ابھی مولوی صاحب ہنوز لاہور میں طالب علم تھے اور رخصتوں میں کبھی کبھی قادیان آیا کرتے تھے۔ قادیان میں احباب کی مجلس میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ "معلوم نہیں حضرت صاحب مجھے پہچانتے بھی ہیں یا نہیں" اتفاق سے اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندر سے تشریف لائے تو حافظ حامد علی صاحبؓ نے عرض کی کہ حضور میں نے آٹا پسوانے جانا ہے میرے ساتھ کوئی آدمی جائے۔ حضور نے مولوی صاحب کا بازو پکڑ کر کہا 'میاں شیر علی کو ساتھ لے جاؤ' اس پر مولوی صاحب بہت خوش ہوئے اور آپ کی مسرّت کی انتہاء نہ رہی۔ بار بار فرماتے کہ حضرت صاحب مجھے پہچانتے بھی ہیں اور میرا نام بھی جانتے ہیں۔
(الفضل 15 نومبر 1947ء)

قادیان میں رخصتوں میں تشریف آوری کا یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ 1897ء میں حضرت مولوی صاحب بی اے پاس کرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے قادیان تشریف لے آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہو کر آپ کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ جیسے ہی آپ قادیان تشریف لائے تو چونکہ آپ بی اے کے امتحان میں امتیاز کے ساتھ پاس ہوئے تھے تو ایسی نمایاں کامیابی کی وجہ سے آپ کا انتخاب صوبہ میں اعلیٰ سول سروس کے لئے ہوگیا چنانچہ قادیان میں آپ کو ایک چٹھی ملی جس میں آپ کو بطور جج عہدے کی پیشکش کی گئی تھی لیکن آپ چونکہ خدمت اسلام کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں دھونی رمانے کا عزم کر چکے تھے اس لئے فوراً اس چٹھی کو پھاڑ کر پھینک دیا کہ مبادا آپ کے والد صاحب کو علم ہو اور وہ اس عہدے کو قبول کرنے کے لئے اصرار کریں۔ کیسی سچی محبت اور جان نثاری کا نمونہ ہے جو حضرت مولوی صاحب نے عین جوانی کے عالم میں دکھایا کہ ایک بڑے دنیوی عہدے کو محض للہ ٹھکرا کر مسیح و مہدی کے در کے غلام ہوگئے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے اس سادہ اور جاں نثار صحابی کے ساتھ بہت شفقت کا سلوک فرمایا۔ اور حضرت مولوی صاحب کے والد صاحب سے جو اس موقع پر ساتھ تھے فرمایا کہ آپ بے شک چلے جائیں ہم خود ان کا خیال رکھیں گے۔ اور حضرت مولانا سے ارشاد فرمایا کہ 'شیر علی دودھ بہت پیا کرو' حضور کا یہ ارشاد آپ نے یوں گرہ سے باندھا کہ بعض اوقات روٹی بھی نہ کھاتے صرف دودھ پی لیا کرلیتے۔ چنانچہ آپ کی بیٹی کی روایت ہے کہ حضرت مولوی صاحب چوبیس گھنٹے میں سولہ سیر تک دودھ پی لیا کرتے تھے۔ حضورؑ کی توجہ اور دعاؤں سے رفتہ رفتہ صحت بہت اچھی ہوگئی تھی چنانچہ نصف صدی تک آپ کو خدمات دینیہ کی توفیق ملی۔

یوں تو حضرت مولوی صاحبؓ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اسلام کی خدمت اور سربلندی کے لئے وقف تھا لیکن خدمات دین کے اعتبار سے آپ کے زندگی کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا دور قادیان آنے کے فوراً بعد کا ہے جب آپ کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر مقرر کیا گیا۔ آپ نے اس فریضہ کو اِس خوش اسلوبی اور محبت سے سرانجام دیا کہ آپ کے تلامذہ جن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور دیگر بہت سے بزرگان کے نام نامی بھی آتے ہیں آپ سے انتہائی محبت کرتے تھے۔

اس ضمن میں حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی ایک روایت کو مختصراً پیش کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ مجھے اوّل بار حضرت مولوی شیر علی صاحب کی زیارت کا موقع ستمبر 1905ء میں نصیب ہوا۔ جب میں سکول کی تعطیلات میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ قادیان حاضر ہوا...... ایک دن چوک میں ایک یکّہ کے پہنچنے پر ہر سمت سے مدرسہ کے طلباء جو چوک کے آس پاس کہیں موجود تھے مولوی صاحب، مولوی صاحب پکارتے ہوئے یکہ کے گرد آ جمع ہوئے۔ ان سب کے چہرے خوشی اور شوق سے دمک رہے تھے۔ مجھے محسوس ہوا کہ یکہ میں آنے والے صاحب کوئی ایسے بزرگ ہیں جو ان بچوں کو حد درجہ محبوب ہیں...جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ آنے والے بزرگ حضرت مولوی شیر علی صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کے ہیڈ ماسٹر ہیں اور یہ طالب علم جو پروانوں کی طرح ان کے گرد جمع ہوگئے ہیں ان کے شاگرد ہیں تو میری حیرت کی انتہاء نہ رہی... محبت اور شوق کا یہ نظارہ جو میں نے دیکھا ایک نہایت غیر معمولی بلکہ ایک نادر تجربہ تھا۔ اسی ایک واقعہ سے حضرت مولوی صاحب مرحوم کے بلند اخلاق اور مدارج تقویٰ کا اندازہ ہوسکتا ہے۔
(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صفحہ 126)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جن کو آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا فرماتے ہیں:

"وہ صرف معلّم ہی نہیں تھے بلکہ مربی اور والدین سے بڑھ کر مربیّ۔ اسی تربیت کا میری روح پر اثر ہے کہ میں روزانہ ان کے لئے دعا کرنا ضروری خیال کرتا ہوں"۔
(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صفحہ 199،198)

پھر آپ کے سمجھانے کے ایک خوبصورت انداز کے متعلق مزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب ہر ضروری مسئلہ پر اپنا ہاتھ میرے کان کی طرف بڑھاتے اور باریک سی چٹکی لے کر فرماتے یاد رکھنا کہ اس مسئلہ پر شیر علی نے کان کھینچے تھے۔ (ایضاً صفحہ 199)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

"حضرت مولوی صاحبؓ کا ہر شاگرد گویا آپ کا عاشقِ زار تھا کیونکہ ان کے وجود میں طلباء کو نہ صرف ایک قابل ترین استاد مل گیا تھا بلکہ شفیق ترین باپ بھی میسر آ گیا تھا۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ ان کے شاگرد جن میں یہ خاکسار بھی شامل ہے بسا اوقات ان کے ذکر سے قلوب میں رقّت اور آنکھوں میں آنسو محسوس کرتے ہیں"۔ (ایضاً صفحہ 4)

آپ کی خدمات جلیلہ کا دوسرا دور وہ ہے جب حضرت مولوی صاحب ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اس وقت آپ کے قلم سے ایسے عظیم الشان مضامین نکلے جو سلسلہ کے لٹریچر میں ایک خاص شان رکھتے ہیں۔ یہ ٹھوس اور عالمانہ مضامین اس قدر بلند پایہ تھے کہ غیر بھی آپ کے علمی مقام کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ 1908ء کے پانچ شماروں میں شائع ہونے والا مضمون 'مہدی آخرالزمان'۔ 1909ء اور 1910ء کے پرچوں میں 320 صفحات پر پھیلا ہوا مضمون 'اشاعت اسلام'۔ 1910ء اور 1911ء کے پرچوں میں شائع ہونے والا مضمون 'ینابیع الاسلام پر ریویو' اور اسی طرح سے اسلام میں ارتداد کی سزا کے موضوع پر آپ کی معرکہ آرا تصنیف۔ یہ سب آپ کی علمی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ (الفضل 28 مئی 1998ء)

پھر مختلف ادوار سے گزرتی ہوئی آپ کی زندگی اس منزل تک آ پہنچی جہاں آپ کے سپرد وہ کام کیا گیا جس سے آپ کو طبعی مناسبت تھی یعنی قرآن پاک کا انگریزی

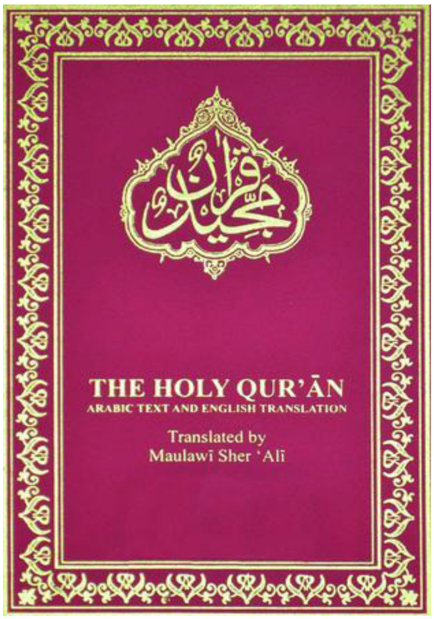

ترجمہ اور اس کی تفسیر کا کام۔ جسے آپ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک نہایت خوبی، دلی جوش اور محبت کے ساتھ کرتے رہے۔ ترجمہ کے اس کام کے سلسلے میں ایک طرف تو آپ خدا کے آستانے پر گر کر نہایت لجاجت سے خدا سے استعانت طلب کرتے تو دوسری طرف اپنی تمام علمی اور ذہنی طاقتوں کو بروئے کار لاتے۔

چنانچہ ایک دوست جن کو 1939ء میں کچھ دن حضرت مولوی صاحب کے ساتھ ترجمۃ القرآن انگریزی کے دفتر میں خدمت کرنے کا موقع ملا بیان کرتے ہیں کہ "آپ ترجمۃ القرآن کا کام شروع کرنے سے پیشتر وضو کرتے اس کے بعد اس کثرت سے تسبیح، استغفار اور دعا کرتے تھے کہ میں یہ منظر دیکھ کر حیران رہ جاتا اور سوچتا کہ آپ اتنی لمبی دعاؤں کے ساتھ اس عظیم الشان کام کو کس طرح ختم کرسکیں گے"۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صفحہ 249،250)

اسی طرح ایک اور دوست جن کو ترجمۃ القرآن کے دفتر میں کچھ عرصہ ٹائپنگ کا موقع ملا انہوں نے بتایا کہ جب ٹائپ کرنے کے لئے حضرت مولوی صاحب کے تحریر کردہ کاغذات ان کو دئے جاتے تو انہیں یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوتی کہ ان نوشتہ کاغذات میں انگریزی تحریر کے معاً بعد قریباً پورا ایک ایک صفحہ یا کبھی اس سے بھی زیادہ بالعموم اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ لکھا ہوتا اور اس کے فوراً بعد انگریزی کی تحریر شروع ہو جاتی۔ (ایضاً صفحہ 221)

گویا جب بھی اس مقدس کام میں کوئی مشکل پیش آتی تو زبانی اور تحریری استغفار شروع کر کے خدا کے حضور ہمہ تن التجا بن جاتے۔ اور پھر جب وہ مشکل دور ہو جاتی تو دوبارہ تحریر کا کام شروع کر دیتے۔

آپ کی اس بے نظیر خدمت پر اس سے بڑا خراج تحسین کیا ہوسکتا ہے کہ خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دیباچہ تفسیر القرآن کے آخر میں 'شکریہ و اعتراف' کے عنوان کے تحت تحریر فرمایا:

"میں اس دیباچہ کے آخر میں مولوی شیر علی صاحبؓ کی ان بے نظیر خدمات کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے باوجود صحت کی خرابی کے قرآن کریم کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے متعلق کی ہیں"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ میں دنیا سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اسے چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا"۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

حضرت مولوی شیر علی صاحب کا وجود وہ مبارک وجود تھا جن کی نیک فطرت کو اس عالم کا حصہ عطا کیا جاتا ہے۔ اور جنہوں نے خدا کے پیارے مسیح کو قبول کر کے اس خدا سے پیوند کرلیا جس نے مسیح موعود کو مبعوث کیا تھا۔ اور اس چراغ کی روشنی سے وافر حصہ پایا جو مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں دیا گیا تھا۔ (باقی آئندہ)

اپنے تئیں بھلا دے اگر تو بھلا سکے

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

وحدت میں تیری حرف دوئی کا نہ آ سکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

میں وہ فتادہ ہوں کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اٹھا سکے

قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے
اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

غافل خدا کی یاد پہ مت بھول زینہار
اپنے تئیں بھلا دے اگر تو بھلا سکے

یارب یہ کیا طلسم ہے ادراک و فہم یاں
دوڑے ہزار آپ سے باہر نہ جا سکے

گو بحث کر کے بات بٹھائی بھی کیا حصول
دل سے اٹھا غلاف اگر تو اٹھا سکے

اطفائے نار عشق نہ ہو آب اشک سے
یہ آگ وہ نہیں جسے پانی بجھا سکے

مست شراب عشق وہ بے خود ہے جس کو حشر
اے دردؔ چاہے لائے بہ خود پھر نہ لا سکے

(خواجہ میر درد)

Staatliches Schulamt für den Rheingau-Taunus-Kreis und die Landeshauptstadt Wiesbaden

ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ۔ جرمنی

جرمنی کے سرکاری اسکولوں میں اسلامیات کی تعلیم

جرمن آئین کے مطابق ریاست مذہب کے معاملہ میں مکمل طور پر غیر جانبدار ہے اور حکومت کو یہ اختیار بھی نہیں کہ وہ بچے کو بتائے کہ کوئی مذہب کیا تعلیم دیتا ہے، یہ صرف اس مذہب کے پیروکار ہی بتا سکتے ہیں۔ اسی لئے سرکاری اسکولوں میں مذہبی تعلیم کے استاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مذہب کا ماننے والا بھی ہو تا کہ ہر بچے کی تربیت اس کے مذہب کے عین مطابق ہو۔ چنانچہ ضروری ہے کہ کوئی مذہبی تنظیم حکومت کے ساتھ مل کر اس کا انتظام کرے، اسی لئے مذہبی تعلیم کے اساتذہ کے پاس دو طرح کی سند ہونا ضروری ہے۔ ایک تو باقاعدہ استاد کے طور پر کسی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کی۔ دوسرے متعلقہ مذہبی تنظیم کا اجازت نامہ مثلاً کسی احمدی مسلمان استاد کے پاس یونیورسٹی کی ڈگری کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کی طرف سے سرٹیفیکیٹ ہونا بھی ضروری ہے۔

جرمنی میں پانچ ملین سے زائد مسلمان آباد ہیں۔ ان کے بچوں کے لئے دینی تعلیم کا انتظام بطور شہری ان کا بنیادی حق ہے۔ علاوہ ازیں بعض گمراہ کن لوگوں کی طرف سے مسلمان بچوں کو دی جانے والی انتہا پسندی کی تعلیم کی روک تھام بھی حکومت کی ضرورت ہے۔ اس کام کے لئے باقاعدہ رجسٹرڈ مسلمان مذہبی تنظیموں کا ہونا بھی ضروری تھا لیکن 2012ء تک ایسی کوئی مسلمان تنظیم نہ تھی جو "مذہبی تنظیم" کی قانونی تعریف پر پوری اُترتی بلکہ اکثر سیاسی، ثقافتی یا دیگر مقاصد رکھتی تھیں۔

صوبہ ہیسن نے 2012ء میں دو تنظیموں کے متعلق مختلف پروفیسروں کے ذریعہ ماہرانہ رائے حاصل کی اور اس کی روشنی میں دونوں کو "مذہبی تنظیم" کا درجہ مل گیا جس کے نتیجہ میں ان دونوں تنظیموں کو سکولوں میں مذہبی تعلیم دینے کا اختیار مل گیا، ان میں جماعت احمدیہ مسلمہ (AMJ) اور ترک اسلامی تنظیم شامل تھی۔ یاد رہے کہ اس درجہ کے علاوہ اسی سال جماعت احمدیہ کو اس سے بھی کہیں زیادہ بڑا درجہ Körperschaft Status بھی ملا تھا جو ابھی تک کسی دوسری مسلمان جماعت کو نہیں ملا۔ بہرحال مذہبی تنظیم کا درجہ پانے والی مذکورہ بالا دونوں کے ساتھ صوبائی حکومت نے معاہدہ کیا اور یوں اس صوبہ کے سرکاری اسکولوں میں اس تعلیم کا آغاز ہو گیا۔ لیکن شومئ قسمت کہ دوسری اسلامی تنظیم کا معاہدہ اس کی بعض غیر قانونی سرگرمیوں کی وجہ سے برقرار نہ رہ سکا۔ معاہدہ منسوخ کرنے سے قبل حکومت نے انہیں کئی بار تنبیہ کی تھی اور اصلاح کا موقع دیا تھا جس کے بعد ان کے ساتھ حکومت کو مجبوراً یہ معاہدہ ختم کرنا پڑا تاہم جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ سلسلہ تعلیم و تدریس جاری ہے۔

اس صورتحال کے پیشِ نظر چند ماہ بعد نئے تعلیمی سال کے آغاز کے موقع پر صوبہ کے اُن اکسٹھ اسکولوں میں، جہاں مذکورہ بالا تنظیم تعلیم دیتی تھی، اسلامی دینیات کا مضمون ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کی بجائے اب سرکاری نگرانی میں سطحی طور پر اسلام کے متعلق معلومات دی جائیں گی جس کے لئے استاد کا خود مسلمان ہونا بھی ضروری نہ ہو گا۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس وقت جرمنی بھر میں احمدیہ مسلم جماعت وہ واحد تنظیم ہے جسے سرکاری اسکولوں میں اسلام کی دینی تعلیم دینے کا حق حاصل ہے، احمدی اساتذہ اس وقت طلبہ کے تناسب سے صوبہ ہیسن کے آٹھ سکولوں میں اسلامی تعلیم و تدریس کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، الحمدللہ۔ وقت کے ساتھ یہ تعداد بڑھتی رہے گی، ان شاء اللہ۔ اس کے لئے احمدی نوجوانوں کے لئے سنہری موقع ہے کہ وہ اسلامیات میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے تدریس کے اس میدان میں آئیں اور یہ وقت کی ضرورت بھی ہے۔

ابو یحییٰ صاحب کے مضمون

”احمدی جماعت اور مسلمان“

پر تبصرہ

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

ابو یحییٰ صاحب کا مضمون”احمدی جماعت اور مسلمان“ کے نام سے ویب سائٹ آئی بی سی اُردو ڈاٹ کام (http://ibcurdu.com/) پر شائع ہوا ہے۔اس مضمون میں انہوں نے 1974ء میں پاکستان کے آئین میں دوسری آئینی ترمیم کا مذہبی جواز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس ترمیم کے ذریعہ پاکستان کے آئین میں احمدیوں کو آئین اور قانون کی اغراض کے لئے غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔اس مضمون کا آغاز انہوں نے عجیب انداز میں کیا ہے۔شروع میں وہ روزِ آخرت کی کچھ منظر کشی کرتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ جب غیر احمدی مسلمان جنت میں جا رہے ہوں گے تو احمدی حیران ہو کر دیکھ رہے ہوں گے کہ ان کے نبی کے انکار کے باوجود یہ لوگ جنت میں کیوں جا رہے ہیں؟انہوں نے یہ واضح نہیں کیا کہ روزِ قیامت کے بارے میں انہیں یہ معیّن معلومات کس طرح حاصل ہوئیں؟ وہ یہ نتیجہ پیش کرتے ہیں کہ 1974ء میں کیا جانے والا فیصلہ بھی درست تھا۔ اور اس کے ساتھ یہ اظہار بھی کرتے ہیں کہ کسی کو کافر قرار دینے کا حق صرف اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ اس مضمون میں آخر تک یہی کشمکش نظر آتی ہے۔ شاید اس مضمون پر کسی تبصرے کی ضرورت نہ ہوتی اگر اس مضمون میں ایسی باتیں نہ درج ہوتیں جن کے ذریعہ کفر کے فتاویٰ کا سلسلہ صرف احمدیوں تک محدود نہیں رہتا بلکہ مزید فتنوں کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ اور اسلام کی طرف ایسی بھیانک باتیں منسوب کی گئی ہیں جو کہ اسلام کے شدید دشمنوں کو مزید اعتراضات کا موقع دینے کا سبب بنیں گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس مضمون میں درج بعض باتوں کے بارے میں کچھ حقائق پیش کئے جائیں۔

کسی فرد یا گروہ کو کس معیار پر کافر قرار دیا جائے

مضمون کے شروع میں مضمون نگار تحریر کرتے ہیں:

”جہاں قانون و ریاست کی سطح پر کسی فرد یا گروہ کو مسلمان یا غیر مسلم قرار دیے جانے کا معاملہ زیرِ بحث ہے، قرآن مجید نے وہ معین شرائط بیان کی ہیں جن کو پورا کرنے والے کسی شخص ہی کو مسلمان سمجھا جائے گا۔وہ شرائط اگر پوری نہیں کی جائیں تو پھر ریاست اس بات کی پابند نہیں ہے کہ کسی ایسے شخص کے دعوائے اسلام کو لازماً قبول کرے۔ چونکہ بالعموم اس مسئلے پر مسلمانوں میں ابہام پایا جاتا ہے، اس لیے قرآن کا موقف سامنے لانے کی ضرورت نے مجھے قلم اٹھانے پر مجبور کیا“۔

یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ جب 1974ء میں یہ مسئلہ قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی میں پیش ہو رہا تھا جو جماعتِ احمدیہ کا موقف ایک محضرنامہ کی صورت میں پیش کیا گیا تھا۔اس محضرنامہ کے پہلے باب میں یہ موقف بیان کیا گیا تھا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی یا دنیا کی کسی بھی سیاسی اسمبلی کو اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ کسی گروہ یا فرد کا کیا مذہب ہے؟اور اس کے بعد اس مسئلہ پر کہ کسے مسلمان کہا جاتا ہے، جماعتِ احمدیہ کا یہ موقف بیان کیا گیا تھا:

”جماعتِ احمدیہ کے نزدیک صرف وہی تعریف قابلِ قبول اور قابلِ عمل ہوسکتی ہے جو قرآنِ کریم سے قطعی طور پر ثابت ہو اور آنحضرت ﷺ سے قطعی طور پر مروی ہو اور آنحضرت ﷺ اور خلفاءِ راشدین کے زمانے میں اس پر عمل ثابت ہو“۔(محضرنامہ ص16)

1974ء میں قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کی کارروائی کے دوران جماعتِ احمدیہ کے مخالف مولوی عبدالحکیم صاحب نے ان الفاظ میں جماعتِ احمدیہ کے موقف پر اعتراض اور طنز کیا تھا۔

”اس عنوان کے تحت صفحہ 15 پر مرزائی محضرنامہ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی تعریف کو جائز نہیں سمجھتے جو کتاب اللہ اور خود سرورِ کائنات ﷺ کی فرمائی ہوئی تعریف کے بعد کسی زمانہ میں کی جائے۔“

(کارروائی 1974ص 2364)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ اُس وقت جماعتِ احمدیہ کی تجویز یہ تھی کہ فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق کیا جائے اور مخالفین اس کی مخالفت کر رہے تھے۔ اس کے بعد ان کی تقریر کے مندرجات پڑھ لیں مولوی عبدالحکیم صاحب یہ ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے رہے کہ اس بارے میں پیش کردہ آیات اور احادیث میں باہمی اختلاف موجود ہے۔ اور انہوں نے اس کی پروا بھی نہیں کی کہ اس سے تو قرآنِ مجید اور احادیث پر الزام آئے گا۔ بہر حال دیر آید درست آید۔ اگر اب ہمارے بھائیوں کو خیال آ گیا ہے کہ فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق ہونا چاہیے تو بسرو چشم۔

اس مضمون کے شروع میں وہ واضح کرتے ہیں کہ کس فرد کو ریاست مسلمان قرار دے سکتی ہے اور کس کو غیر مسلم قرار دے سکتی ہے، اس کا معیار قرآنِ کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ معیار سورۃ توبہ کی آیت 11 میں بیان کیا گیا ہے۔ انہی کے بیان کردہ معیار کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے اس آیتِ کریمہ کا متن درج کیا جاتا ہے۔

فَاِنۡ تَابُوۡا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخۡوَانُکُمۡ فِی الدِّیۡنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ (التوبۃ:11)

ترجمہ: اب بھی اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہوجائیں اور زکوۃ دیتے رہیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں ہم تو جاننے والوں کے لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرما رہے ہیں۔

(یہ ترجمہ مولوی محمد صاحب جونا گڑھی صاحب کے ترجمہ تفسیر ابن کثیر سے لیا گیا ہے تاکہ یہ ابہام نہ رہے کہ احمدیوں نے اپنا ترجمہ پیش کرکے نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے)

اس آیتِ کریمہ کے بارے میں ابو یحیٰی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ جب کوئی فرد ایمانیات کے باب میں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ معیارات کی خلاف ورزی سے باز آجائے اور اعمال میں نماز اور زکوۃ کے فرائض کو ادا کردے تو وہ دینی طور پر باقی مسلمانوں کا بھائی تصور کیا جائے گا اور قانون و ریاست کی سطح پر اُسے سارے حقوق دیے جائیں گے جو باقی مسلمانوں کے ہیں۔ اس میں ظاہر ہے کہ مسلمان ہونے کی شناخت کا حق اوّلین طور پر شامل ہے۔"

ابو یحیٰی صاحب نے صرف اس آیتِ کریمہ کا ذکر کیا ہے اور یہ نہیں بیان کیا۔ اس آیت سے پہلے یعنی سورۃ توبہ کے آغاز سے اس آیت تک ان مشرکین کا ذکر ہے جو جزیرہ عرب میں موجود تھے اور ابھی مسلمانوں کی حکومت سے ان کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ اور یہ اعلان کیا تھا کہ اب انہیں چار ماہ کی مہلت ہے۔ اور پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جا کر یہ اعلان کیا تھا کہ اس کے بعد وہ بیت اللہ کا حج نہیں کرسکیں گے۔ ظاہر ہے اس آیت میں مسئلہ ختم نبوت کا کوئی ذکر نہیں۔ اس آیت سے دو آیت قبل یہ مضمون بیان کیا جارہا ہے کہ یہ وہ مشرک ہیں جو جب تم پر غلبہ پاتے ہیں تو نہ کسی قرابتداری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی معاہدے کا پاس کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد آیتِ مذکورہ میں بیان کیا گیا ہے اگر یہ مشرکین اب بھی توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

ابو یحیٰی صاحب کے فارمولے کو تسلیم کرنے کا نتیجہ

اس کے باوجود اگر ابو یحیٰی صاحب کا بیان کردہ معیار تسلیم کر لیا جائے کہ جو اس آیتِ کریمہ کے معیار پر پورا نہیں اترے گا حکومت کو اسے قانونی طور پر غیر مسلم قرار دینا چاہیے، تو پھر ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو نماز نہیں پڑھے گا یا زکوۃ نہیں دے گا اسے بھی آئین میں غیر مسلم قرار دینا چاہیے۔ خاکسار کا تو اندازہ ہے اگر یہ قانونی معیار بنا لیا جائے تو پھر پاکستان میں کسی غیر مسلم اقلیت کا سوال نہیں بلکہ جنہیں سرکار مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ ادا کرے گی وہ اقلیت میں ہوں گے۔ خاکسار یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ ابو یحیٰی صاحب کیا راستہ کھولنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے پر ایک عجیب اعتراض

اس کے بعد ابو یحیٰی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے پر ایک اعتراض ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں

"مرزا صاحب کے اپنے اس بیان سے یہ حقیقت بھی واضح ہوجائے گی وہ قرآن و حدیث کی کسی توجیہ و تاویل کے عمل سے گذر کر ان نتائجِ فکر تک نہیں پہنچے بلکہ یہ اپنے زعم کے مطابق اُن پر بارش کی طرح اترنے والی وحی تھی، جس نے انہیں یقین دلایا کہ وہ اس امت کے ایک مسیح ہیں، جو کہ ایک نبی بھی ہے"۔

جہاں تک پہلے الزام کا تعلق ہے تو اس بارے میں یہ لکھنا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعاوی کے حق میں سب سے بڑی دلیل قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ ﷺ سے ہی پیش کی تھی۔ جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"خلاصہ یہ کہ میں حق پر ہوں اور نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ کے موافق میرا دعویٰ ہے۔"

(براہینِ احمدیہ جلد پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 ص 304)

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ اپنے مخالفین کو بھی قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ کی رو سے فیصلہ کے لئے بلایا جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

"صرف ایک مسئلہ وفاتِ مسیح کا اختلاف تھا جس کو میں قرآنِ کریم اور آنحضرت ﷺ کی سنّت صحابہ کے اجماع اور عقلی دلائل اور کتبِ سابقہ سے ثابت کرتا تھا۔"

(ملفوظات جلد 4 ص 536)

اس جیسے سینکڑوں حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں۔ ان ارشادات کی موجودگی میں یہ دعویٰ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعاوی کی بنیاد قرآن اور احادیث سے نہیں بیان فرمائی ایک ظلم ہے۔ اب اس اعتراض کا تجزیہ کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی کے نتیجے میں کیوں دعویٰ کیا؟ یہ بھی ایک عجیب الخلقت اعتراض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہونے والے تمام مامورین اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ہی اپنا دعویٰ پیش کرتے ہیں۔ خاکسار کی درخواست ہے کہ کسی ایک مامور من اللہ کا نام بتادیں جس نے محض غور و فکر کر کے کہا کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مجھے خدا نے بھیجا ہے، اگرچہ میرا یہ دعویٰ کسی الہام یا وحی کے نتیجہ میں نہیں ہے۔ سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ نے خود خبر دی تھی کہ آپ کی امت میں آنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوگی اور یہ صحیح مسلم کی اس حدیث کے راوی حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ ہیں۔ (صحیح مسلم۔ باب ذکر الدجّال و صفتہ و ما معہ۔ کتاب الفتن و اشراط الساعۃ) تو اس صورتِ حال میں جب کہ آنے والے وجود کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوگی تو کیا اُس کا دعویٰ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر وحی کے ہوگا؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس قسم کی نبوت کا دعویٰ فرمایا تھا؟

اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے بارے میں ابویحییٰ صاحب تحریر کرتے ہیں:

"مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی و نبوت کے کسی عمومی تسلسل کی بات نہیں کر رہے، بلکہ اپنی نبوت کا مستقل بالذات دعویٰ کر رہے ہیں۔"

گو کہ اس مضمون میں واضح نہیں ہوتا کہ مصنف کیا اعتراض کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے حوالہ پیش کرنا ضروری ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکا نہ کھاوے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں جو ایک مستقل نبوّت کہلاتی ہے کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔مگر میں امتی ہوں۔پس یہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے اعزازی نام ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوا تا حضرت عیسیٰ سے تکمیل مشابہت ہو۔"

(روحانی خزائن جلد21ص360)

پھر آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"اس لیے نبوتِ مستقلہ کا دروازہ بند ہو گیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت ﷺ کی اتباع اور ورزشِ شریعت اور فنافی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہیں ہو سکتا۔"(ملفوظات جلد 4ص430)

ابویحییٰ صاحب کا الزام بھی درج کر دیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ پڑھنے والے ان الزامات کے متعلق اپنی آزادانہ رائے خود قائم کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کے ارتداد کی وجہ

اس کے بعد ابویحییٰ صاحب یہ دلیل دیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے عبدالحکیم کو مرتد قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ اُن پر ایمان نہیں لاتا تھا۔ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس موقع پر ان صاحب نے ڈاکٹر عبدالحکیم کی مثال کیوں دی ہے۔؟حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے جماعت سے اس لئے علیحدہ کر دیا تھا کیونکہ اس نے اس خیال کا علی الاعلان اظہار کیا تھا کہ نجات کے لئے آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔خواہ کوئی اس سے خوش ہو یا ناراض ہو، جماعتِ احمدیہ کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ اب کوئی ادنیٰ سا روحانی فیض بھی آنحضرت ﷺ کی اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا خواہ کسی شخص کے اعمال پہاڑوں کے بھی برابر ہوں۔جو شخص اس کے برخلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ خود ہی جماعتِ احمدیہ سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔عبدالحکیم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ ہم سے ہی کیا پھرا ہے وہ تو خود اسلام سے اور آنحضرت ﷺ سے ہی پھر گیا ہے۔افسوس تو ان مولویوں اور مسلمانوں پر ہے جو اسلام کا دعویٰ کر کے ایک ایسے آدمی کی حمایت کرتے ہیں اور اس کا ساتھ دیتے ہیں جو خود آنحضرت ﷺ کی رسالت کو بھی ضروری نہیں جانتا اور اس کے نزدیک گویا آنحضرت ﷺ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے"۔(ملفوظات جلد 5ص46)

کیا آنحضرت ﷺ کے بعد وحی کا دروازہ بند ہے؟

اس کے بعد ابویحییٰ صاحب سورۃ بقرہ کی ایک آیت کا متن درج کئے بغیر اس سے اپنا نتیجہ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

"اس باب میں سب سے واضح بیان قرآنِ مجید کے آغاز ہی میں سورۃ بقرہ کی آیت 4 میں دیکھ لیا جا سکتا ہے، جو اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ آپ کے بعد وحی و نبوت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔"

اس آیت کا متن یہ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

ترجمہ:اور وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا اور اس پر بھی جو تجھ سے پہلے اتارا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اس نتیجہ کو پرکھنے کے دو معیار ہی ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ قرآنِ مجید اس بارے کیا راہنمائی کرتا ہے اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا ارشاد ہے۔

سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

(الاعراف:36)

ترجمہ: اے ابنائے آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیات پڑھتے ہوں تو جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے تو ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

یہ بالکل واضح آیت ہے۔ اس میں مخاطب آنحضرت ﷺ اور آپ کے بعد آنے والی نسلیں ہی ہو سکتی ہیں۔ اگر ایسا ہی تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا تو پھر یہ ارشاد نہیں نازل ہو سکتا تھا کہ اے بنی آدم اگر تمہارے پاس رسول آئیں بلکہ یہ ارشاد ہونا چاہیے تھا کہ اب ہرگز کوئی رسول نہیں آ سکتا۔

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے 1974ء میں پیش کئے جانے والے محضر نامے میں اس آیتِ کریمہ کو پیش کیا گیا تھا لیکن نہ اُس کارروائی میں اس دلیل کا کوئی جواب دیا گیا اور نہ ہی اب تک اس دلیل کا کوئی جواب دیا گیا ہے۔اب ہم اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پیش کرتے ہیں۔اوپر صحیح مسلم کی جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے، اُس ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے آنے والے مسیح کو چار مرتبہ نبی اللہ کا نام دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ آنے والے مسیح پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہو گی۔اب ایک طرف رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اور دوسری طرف ابویحییٰ صاحب کا دعویٰ۔پڑھنے والے خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

ابویحییٰ صاحب اپنی تردید خود ہی کر دیتے ہیں۔ جب ابویحییٰ صاحب کا مضمون آگے بڑھتا ہے تو وہ خود ہی 1974ء میں قومی اسمبلی کے فیصلے کو اور اپنے مضمون کے مندرجات کو غلط قرار دیتے ہیں۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

"یہاں البتہ یہ واضح رہے کہ ہم جس وقت کفر کا لفظ بول رہے ہیں تو اس سے ہمارا مقصد کسی فرد یا گروہ پر کفر کا ایسا حکم لگانا قطعاً نہیں ہے، جس کا حق صرف اللہ اور اُس کے رسولوں کو حاصل ہوتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کے مخاطبین کے سامنے حق کو آخری درجے میں واضح کر کے اُن کے اخروی انجام کا فیصلہ اسی دنیا میں سنا دیتے ہیں۔محمد رسول اللہ ﷺ کی آخری رسالت کے

بعد یہ حق ظاہر ہے کہ نہ کسی عالم کو حاصل ہے، نہ علماء کے کسی گروہ کو اور نہ ہی کسی ریاست کو یہ حق حاصل ہوسکتا ہے۔اس کی جسارت اب کوئی کرے گا تو اسے جان لینا چاہیے کہ اُس کا یہ عمل اللہ اور اُس کے رسول کی جگہ خود کو رکھنے کا عمل ہوگا، جس کا کسی کو حق نہیں۔"

اسلام پر ایک بھیانک اعتراض

لیکن جب مضمون نگار اپنے مضمون کے آخر پر پہنچتے ہیں تو وہ ایک ایسا بھیانک نتیجہ نکالتے ہیں جو کہ نہ صرف اسلام کی بنیادی تعلیمات کے خلاف بلکہ اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ میں ایک ایسا ہتھیار تھما رہا ہے جس سے وہ اسلام پر دل کھول کر حملے کر سکتے ہیں۔اگر اس مضمون کے باقی نکات کی طرف توجہ نہ بھی کی جاتی تو اس ایک پہلو کی تردید کرنا ضروری ہے۔وہ سورۃ توبہ کی مذکورہ آیت درج کرکے تحریر کرتے ہیں:

"یہ آیت کفار عرب پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اتمام حجت کے بعد اُن کو فیصلہ کن سزا سنانے کے ضمن میں نازل ہوئی، جس میں کفار کے لئے موت کا فیصلہ سنا دیا گیا، سوائے اُس کے کہ وہ اسلام قبول کر لیں۔"

وہ اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ایک بار پھر وہ مدعیانِ نبوت کا ذکر کر کے یہ ظالمانہ نتیجہ پیش کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اتمام حجت کے بعد آپ کے مخاطب بنی اسماعیل پر لازم تھا کہ وہ دین اسلام کے ایمانیات کو بعینہٖ قبول کرلیں ورنہ کفر کی پاداش میں ان سے جنگ کرکے قتل کر دینے کا حکم تھا۔مگر منکرینِ رسالت کو یہ سزا فرشتوں نے نہیں، بلکہ صحابہ کرام نے دینی تھی۔"

یہ بالکل واضح ہے کہ ابویحییٰ صاحب اسلام کے اشد ترین دشمنوں کے موقف کی تائید کر رہے ہیں کہ اسلام اپنے نشانوں اور دلائل سے نہیں بلکہ جبر سے اور تلوار سے پھیلایا گیا تھا۔جماعتِ احمدیہ کی مخالفت کا عمل اسی طرح آگے بڑھتا ہے۔جماعتِ احمدیہ کے خلاف آواز اُٹھائی جاتی اور اُس کی آڑ میں ایسے دروازے کھولے جاتے ہیں جن سے گذر کر دوسرے فرقوں کو بھی کافر قرار دینے میں سہولت پیدا ہو جائے اور اپنے ایسے خیالات اسلام کی طرف منسوب کرکے بیان کئے جاتے ہیں جن کی تشہیر کے نتیجہ میں اسلام کے مخالفین کو اسلام پر دل کھول کر حملے کرنے کا موقع ملتا ہے۔

اگر اسلام کی یہی تعلیم تھی کہ جو اسلام کو نہ قبول کرے اسے قتل کر دو تو پھر اس ارشادِ قرآنی کا مطلب ذرا سمجھا دیں:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۟ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ......(سورۃ بقرۃ آیت:257)

ترجمہ: دین میں کچھ زبردستی نہیں بے شک ہدایت گمراہی سے صاف صاف الگ ہو چکی ہے۔

کیا ابویحییٰ صاحب کے نزدیک کسی کو کوئی مذہب نہ قبول کرنے کی پاداش میں قتل کر دینا زبردستی اور جبر کے زمرے میں نہیں آتا۔اور وہ سورۃ توبہ کی جس آیت کا حوالہ دے رہے ہیں اس سے کچھ پہلے کی آیت ملاحظہ کریں:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ

(سورۃ توبہ:6)

ترجمہ: اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دے۔یہ سلوک اس وجہ سے ہے کہ وہ نادان قوم ہے۔

اگر یہ حکم تھا کہ جو مشرک یا غیر مسلم نظر آئے تو سوائے اس کے کہ وہ اسلام قبول کرے اسے فوری طور پر قتل کر دو تو پھر مشرک کو پناہ دینے اور پھر اس کو امن کی جگہ پہنچا دینے کا کیا مطلب؟ ظاہر ہے کہ قرآنی احکامات ابویحییٰ صاحب کے خیالات کی مکمل تردید کر رہے ہیں۔ان کا مضمون جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے کی کوشش میں شروع کیا گیا تھا اور اسلام پر ایک بھیانک الزام لگا کر ختم ہوا۔

میں حق پر ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے

"جو شخص خدائے تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے بے شک خدائے تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور ایک خاص طور پر مقابلہ کے میدانوں میں اس کی دستگیری فرماتا ہے۔چونکہ میں حق پر ہوں اور دیکھتا ہوں کہ خدا میرے ساتھ ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اس لئے میں بڑے اطمینان اور یقین کامل سے کہتا ہوں کہ اگر میری ساری قوم کیا پنجاب کے رہنے والے اور کیا ہندوستان کے باشندے اور کیا عرب کے مسلمان اور کیا روم اور فارس کے کلمہ گو اور کیا افریقہ اور دیگر بلاد کے اہل اسلام اور اُن کے علماء اور اُن کے فقراء اور اُن کے مشائخ اور اُن کے صلحاء اور اُن کے مرد اور اُن کی عورتیں مجھے کاذب خیال کرکے پھر میرے مقابل پر دیکھنا چاہیں کہ قبولیت کے نشان مجھ میں ہیں یا اُن میں۔اور آسمانی دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا اُن پر۔اور وہ محبوب حقیقی اپنی خاص عنایات اور اپنے علوم لدنیہ اور معارف روحانیہ کے القاء کی وجہ سے میرے ساتھ ہے یا اُن کے ساتھ۔تو بہت جلد اُن پر ظاہر ہوجائے گا کہ وہ خاص فضل اور خاص رحمت جس سے دل مورد فیوض کیا جاتا ہے اسی عاجز پر اس کی قوم سے زیادہ ہے۔کوئی شخص اس بیان کو تکبّر کے رنگ میں نہ سمجھے بلکہ یہ تحدیث نعمت کی قسم میں سے ہے۔

وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔"

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 478-479)

قسط اوّل

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل

الٰہی نوشتوں میں مذکور عظیم الشان پیشگوئیوں کا مصداق اور احمدیت کی صداقت کا عالمی گواہ

توحید کے تابع امن عالم اور وحدت انسانی کے قیام کے لئے غیر معمولی اہمیت کا حامل مبارک آسمانی انتظام

(نصیر احمد قمر۔ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً یہ فرمایا تھا کہ:

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

(تذکرہ۔مجموعہ الہامات کشوف ورؤیا صفحہ 260 ایڈیشن چہارم۔مطبوعہ 2004ء)

یہ الہام ایک غیر معمولی عظمت اور شوکت رکھنے والا الہام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں تکمیلِ اشاعتِ ہدایت اور دینِ اسلام کو تمام ادیان پر حجت و برہان اور آسمانی و زمینی نشانات کے ذریعہ غالب کرنے کی جو عظیم الشان مہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد فرمائی تھی یہ الہام نہ صرف اس مہم کی کامیابی کی بشارت پر مشتمل ہے بلکہ اس کے اندر مسیح محمدی علیہ السلام کی تبلیغ کو روکنے اور اس آسمانی آواز کو دبانے کے لئے معاندین کی طرف سے ہر قسم کے مکر و فریب اور سازشیں اور منصوبے کرنے اور انتہائی مخالفت کا مضمون بھی مضمر ہے۔

اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو ناکام و نامراد کرنے کے لئے معاندین کی تدبیریں بظاہر اتنی قوی اور مضبوط ہوں گی کہ کسی انسان کے لئے ان کا مقابلہ ممکن نہیں ہو گا۔ لیکن خدائے قادر و مقتدر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بشارت دیتا ہے کہ وہ خود دشمن کی تدبیروں کو پامال کرے گا۔ اس کے بد ارادوں میں اسے نامراد رکھے گا۔ جیسا کہ فرمایا 'مَیں' تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ لفظ 'مَیں' میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت، اس کی عزّت و جبروت اور اس کی جانب سے ایسے وسائل و ذرائع کے مہیا ہونے کا مضمون بھی شامل ہے جو خاص اس کی عطا ہو۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کی ایک سو تیس سال سے زائد عرصہ کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ پر پابندی لگانے یا اُسے محدود کرنے یا اس مقدس آواز کو دبانے کی کوئی کوشش معاندینِ احمدیت کی طرف سے کی گئی اللہ تعالیٰ نے اسے محض اپنے فضل سے کلّیۃً ناکام و نامراد فرمایا اور اپنی قائم کردہ خلافت کے ساتھ کئے گئے وعدہ 'وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمۡ' کو بڑی شان سے پورا فرمایا۔

1934ء میں احرار نے قادیان پر ہلّہ بولا اور اس دعویٰ کے ساتھ حملہ آور ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز کو گویا قادیان میں دفن کر دیا جائے گا۔ لیکن وہ خدا جس نے فرمایا تھا کہ 'مَیں' تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اس نے اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ تحریکِ جدید جیسی نہایت مبارک سکیم کا آغاز فرمایا اور مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ دیکھتے ہی دیکھتے اس الٰہی سکیم کے تحت ہندوستان سے نکل کر ساری دنیا میں پھیل گئی۔

ایسی ہی ایک نہایت مکروہ اور ناپاک اور نہایت ظالمانہ کوشش 50 سال کے بعد 1984ء میں پاکستان میں اُس وقت کے فوجی آمر نے اپنی تمام تر فوجی اور سیاسی طاقت کے بل بوتے پر احمدیت کے خلاف آرڈیننس 20 کو جاری کر کے کی۔ اس کا خیال تھا کہ اس آرڈیننس کی خلاف ورزی پر وہ خلافت پر ہاتھ ڈال کر اسے جماعت سے الگ کر دے گا۔ اس کے نتیجہ میں جماعت اور خلافت کا رابطہ منقطع ہو جائے گا اور جماعت احمدیہ کی مرکزیت یعنی خلافت ختم ہو جائے گی اور یُوں یہ جماعت دیکھتے ہی دیکھتے پارہ پارہ ہو جائے گی۔ اس نے کھلم کھلا اس بات کا اعلان کیا تھا کہ وہ (بقول اُس کے) احمدیت کے 'کینسر' کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس کے منصوبوں کو اپنی قدرتِ کاملہ سے اس طرح پارہ پارہ کیا کہ خود اس فوجی آمر کا وجود بھی عبرت کا ایک نشان بنا اور وہ اور اس کا مکر و فریب جل کر خاکستر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی حفاظت فرمائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بخیر و عافیت ہجرت کر کے انگلستان تشریف لے آئے۔ اُس وقت جماعت کے مخالف مولویوں نے خوشی کے شادیانے بجائے اور تمسخر اور استہزاء سے کام لیتے ہوئے اخبارات میں مرزا طاہر احمد کے 'فرار' ہونے کی شہ سرخیاں لگائیں اور یہ سمجھا کہ پاکستان کے احمدی حکومتی مشینری اور حکومت کی سرپرستی میں مخالفین احمدیت مولویوں کی طرف سے ہونے والے مظالم سے تنگ آ کر ارتداد اختیار کر لیں گے لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔

خلیفۂ وقت اور جماعت کے درمیان رابطے کا ایک نہایت اہم اور مرکزی حیثیت کا حامل ذریعہ وہ خطباتِ جمعہ اور خطابات ہوتے ہیں جو خلیفۂ وقت ارشاد فرماتے ہیں۔ پاکستان میں رہتے ہوئے اس آرڈیننس کی موجودگی میں خلیفۂ وقت کے لئے خطبات و خطابات دینا ممکن نہیں تھا۔ سو اللہ تعالیٰ کے اِذن سے آپ نے وہاں سے ہجرت فرمائی۔ اور بیرونِ پاکستان سے خطبات جمعہ و دیگر خطابات و فرائضِ منصبی کی آزادانہ ادائیگی کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ حضور رحمہ اللہ نے جنرل ضیاء کے اس آرڈیننس کے جواب میں اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18/ مئی 1984ء میں جماعت کے سامنے جو پروگرام رکھا تھا اس کا ایک اہم حصّہ لٹریچر کی اشاعت کے ساتھ سمعی و بصری ذرائع کے متعلق بھی تھا۔

خلیفۂ وقت کے خطبات وخطابات کی اہمیت اور جماعت کا فرض

حضور رحمہ اللہ کی ہدایت پر انگلستان میں آپ کے زیرِ نگرانی آپ کے فرمودہ خطبات و خطابات کو فوری طور پر آڈیو کیسٹس پر ریکارڈ کر کے اس کی کاپیاں پاکستان اور دیگر تمام ان ممالک تک بھجوانے کا ایک نہایت مستحکم اور وسیع نظام قائم ہوا جس کے تحت پھر ہر ملک کے اندر جماعتوں تک اس کی کاپیاں کر کے پہنچائی جاتیں تا کہ افرادِ جماعت براہِ راست خلیفۃ المسیح کی آواز میں آپ کے فرمودات اور نصائح اور ہدایات کو سنیں۔ کیونکہ خلیفۃ المسیح اور جماعت احمدیہ کے درمیان جو محبت اور اخلاص اور فدائیت کا تعلق ہے اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اور جب خلیفۃ المسیح کی اپنی آواز میں کوئی پیغام افرادِ جماعت تک پہنچتا ہے تو اس کا غیر معمولی اثر پیدا ہوتا ہے۔ مردہ دلوں میں جان پڑ جاتی ہے اور خدمتِ دین اور اطاعت اور قربانیوں کے نئے ولولے بیدار ہوتے ہیں۔

اس سلسلہ میں آپؒ نے متفرق مواقع پر خلیفۂ وقت کے خطبات کی اہمیت کو افرادِ جماعت کے سامنے رکھا اور کیسٹس کے نظام کو بہتر اور مؤثر بنانے کے لئے اور خطبات کے انگریزی و دیگر زبانوں میں تراجم کر کے ان کی کیسٹس تیار کرنے کے لئے متعدد عملی اقدامات فرمائے اور اس نظام کی نگرانی اور بہتری کے لئے مسلسل ہدایات ارشاد فرماتے رہے۔ آپؒ نے ایک موقع پر اس کوشش کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اس کوشش کی وجہ یہ تھی کہ میرا تجربہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بات کوئی دوسرا پہنچاتا ہے اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا براہِ راست خلیفۂ وقت سے کوئی بات سنی جائے۔ میرا اپنا زندگی کا لمبا عرصہ دوسرے

خطبات جمعہ کی کیسٹس تیار کرنے کا نظام

خلفاء کے تابع ان کی ہدایات کے مطابق چلنے کی کوشش میں صَرف ہوا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پیغام پہنچائے فلاں خطبہ میں خلیفہ نے یہ بات کی تھی اور خطبہ میں خود حاضر ہو کر وہ بات سننا ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے"...(خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 20)

حضور رحمہ اللہ نے لاس اینجلس (امریکہ) میں اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ اکتوبر 1987ء میں فرمایا:

"اگرچہ کیسٹ کا نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ دو تین سالوں میں کافی مضبوط ہو چکا ہے اور تقویت پا چکا ہے لیکن جب بھی میں نے تفصیلی جائزہ لیا ہے تو بہت سے خلا ضرور دکھائی دیتے ہیں اور یہ کہنا درست نہیں کہ کسی ملک کی ہر جماعت میں باقاعدگی سے کیسٹس پہنچ رہے ہیں اور اس جماعت کے ہر فرد تک ان کی رسائی ہے یا ہر فرد کو ان تک رسائی ہے۔ یہ نظام بھی ابھی نامکمل ہے کہ سنائی کیسے جائے۔ اگر اکٹھا جماعت کو کیسٹس سنانے کا انتظام نہ ہو جس میں خطبات ہوں یا خصوصی پیغامات ہوں تو بسا اوقات بہت سے خاندان ایسے رہ جاتے ہیں جو اپنے طور پر تو سن ہی نہیں سکتے۔ علاوہ ازیں بھی اگر جمعہ پر بھی یہ انتظام کیا جائے تو آپ جانتے ہیں کہ جن ملکوں میں آپ بس رہے ہیں یہاں بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو جمعہ پر حاضر ہی نہیں ہوسکتی اور کچھ جو جمعہ پر آتے ہیں مرد یا خواتین ان کے بچے ضروری نہیں کہ ساتھ آ سکیں۔ اس

لئے خلا کے احتمالات زیادہ ہیں بہ نسبت اس کے کہ یہ یقین کیا جائے کہ سب تک پیغام پہنچ رہے ہیں۔

اس لئے ایسے اہم مضامین جن کا جماعت کی تربیت کے ساتھ یا ان کے بچوں کے مستقبل کے ساتھ گہرا تعلق ہو ان کو زیادہ احتیاط کے ساتھ، زیادہ محنت کے ساتھ احباب جماعت تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس لئے جہاں اجتماعی انتظامات ہیں ان میں یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ کتنے دوست تشریف لا سکے۔ جو تشریف لائے ان سے مل کے یہ طے کرنا چاہئے کہ آپ اپنے بچوں کو کس طرح سنائیں گے۔ جو نہیں آسکے ان تک پہنچانے کا انتظام اگر یہ ان خطبات کے علاوہ عموماً بھی جماعت ایسا انتظام کرے اور اس توجہ کے ساتھ یہ انتظام کرے تو اس سے بالعموم ساری دنیا کی جماعت کو بہت سے فوائد پہنچیں گے“۔

آپ رحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

”خطبات ایک ایسا ذریعہ ہے جن کے ذریعے ساری دنیا میں خواہ کسی ملک سے تعلق رکھنے والی جماعتیں ہوں ان میں یکجہتی اور یکسوئی پیدا ہو سکتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے مقاصد میں ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ اسلام کو عالمی بنایا جائے، تمام عالم کے دوسرے مذاہب پر اس کو غالب کیا جائے اور ایک اسلامی مزاج ساری دنیا میں پیدا کیا جائے۔ اس ایک مزاج کو پیدا کرنے کے لئے خلافت سے ساری جماعتوں کی وابستگی سب سے بڑا ذریعہ ہے جو دنیا میں کسی اور مذہبی جماعت کو اس طرح حاصل نہیں اور پھر ہر ہفتے ایک ہی قسم کے مزاج کو دنیا میں پیدا کرنے کی خاطر ایک ہی خطبہ کو ہر جگہ پھیلانا اور ایسے خطبے کو پھیلانا جس کا سننے والا یہ سمجھتا ہو کہ میرا اس بیان کرنے والے سے ایک ایسا گہرا روحانی تعلق ہے کہ جو باتیں بھی کہی جارہی ہیں مَیں عہد کر چکا ہوں کہ مَیں انہیں توجہ سے سنوں گا اور ان پہ عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ بات بھی دنیا میں کسی اور مذہبی نظام کو حاصل نہیں۔ اس لئے اگر اس دنیا کی وحدت کسی جماعت سے وابستہ ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے لیکن جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے جو نظام مہیا فرما دیا ہے، جو انتظامات مکمل کر دیئے ہیں اگر خود یہ جماعت اس سے اِستفادہ نہ کرے تو پھر دنیا کی وحدت تو در کنار اپنی وحدت کو بھی برقرار نہیں رکھ سکے گی اور مَیں نے یہ محسوس کیا ہے کہ بسا اوقات اس کمی کی وجہ سے مختلف جماعتوں کے مزاج مختلف ہونے لگتے ہیں۔ جہاں باقاعدگی سے خطبات پہنچانے کا انتظام نہیں وہاں کئی قسم کے ایسے خیالات، کئی قسم کے ایسے توہّمات دلوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کا ساتھ ساتھ علاج نہیں ہو رہا ہوتا اور وہاں مختلف مزاج میں جماعتیں پرورش پا رہی ہوتی ہیں، دنیا کی دوسری جماعتوں سے فرق کے ساتھ ان کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے۔

اس لئے بالعموم ابھی یہ بہت ضروری ہے اور خصوصًا ایسی جگہ جیسے لاس اینجلس ہے، بہت پھیلی ہوئی جماعتیں ہیں، گھروں کے درمیان فاصلے بہت ہیں، شہر بہت بڑا ہے، بداثرات بہت زیادہ ہیں اور ایک مسجد اگر بنا بھی دی جائے تو تب بھی اس مسجد تک سب کی رسائی عملاً ممکن نہیں ہے۔ تو ایسی جماعتوں میں تو خصوصیت کے ساتھ یہ انتظام ضروری ہے کہ مرکز سے ان کا رابطہ مکمل رہے اور ہر بڑے چھوٹے تک خلیفۂ وقت کی آواز میں وہ باتیں پہنچیں جن پر عمل کرنا وقت کے تقاضوں کے لحاظ سے خصوصیت سے بہت ضروری ہے“۔(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اکتوبر 1987ء خطباتِ طاہر جلد 6 صفحہ 685-684)

خلیفۂ وقت کی آواز میں اُس کے پیغام کو افرادِ جماعت تک پہنچانا کیوں اہم ہے؟ اس سلسلہ میں آپؒ نے فرمایا:

”... عہدیداران جماعت کے ساتھ جماعت بڑے احترام کا تعلق رکھتی ہے اور بعض صورتوں میں امراء سے بڑی محبت بھی کرتی ہے۔ لیکن یہ خیال کر لینا کہ خلیفۂ وقت اور جماعت کے درمیان جو محبت کا تعلق ہے بعینہٖ وہی چیز ہر عہدیدار اور جماعت کے درمیان ہے، یہ غلط ہے۔ اکثر صورتوں میں تو یہ عشرِ عشیر بھی نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے دنیا میں جس کی کوئی مثال ہی نہیں ہے۔ کوئی دنیا میں مذہبی ہو یا غیر مذہبی لیڈر ایسا نہیں جیسا کہ خلیفۃ المسیح، جماعت احمدیہ کے اندر جو خلیفہ ہے وہ اور اس کے متبعین کے ساتھ یا اس جماعت کے ساتھ جس نے اس کو قبول کیا خلیفہ کے طور پر ان کے درمیان جو تعلق ہے یہ تعلق بے مثال ہے۔ اس کی کوئی نظیر دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی“۔...

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/مارچ 1988ء خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 169)

چنانچہ جماعت احمدیہ کے 'ہر شخص تک ہر تحریک خلیفۂ وقت کی آواز میں' پہنچانے کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

”یعنی آواز سے مراد یہ ہے کہ جس طرح وہ پہنچانا چاہتا ہے۔ سننے والا خواہ ترجمہ بھی سن رہا ہو اس کو پتہ ہو کہ یہی باتیں تھیں جو خلیفۂ وقت نے جماعت کے سامنے پیش کی تھیں“۔(خطبہ جمعہ 11/مارچ 1988ء خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 170)

پہلے تو صرف آڈیو کیسٹس کے ذریعہ خلیفۂ وقت کے خطبات و خطابات تمام دنیا کے احمدیوں تک پہنچانے کی کوشش کی جاتی رہی۔ پھر ویڈیو کیسٹس بیچ میں شامل ہو گئیں۔ لیکن بے حد محنت اور بہت ہی جانکاہی کے ساتھ کام کرنے کے باوجود بہت ہی معمولی اور کم حصّہ جماعت کا تھا جس تک یہ آواز پہنچ سکی۔

خلیفۂ وقت کی آواز میں فوری طور پر اور براہِ راست خطبہ سننے کے نظام میں ایک اہم موڑ اُس وقت آیا جب جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز پر اس صدی کا پہلا خطبہ جمعہ جو 24/مارچ 1989ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد فضل انگلستان میں ارشاد فرمایا وہ بذریعہ فون ماریشس اور جرمنی کی بعض جماعتوں نے براہِ راست سنا۔ فون کے ذریعہ خلیفۂ وقت کے خطبات سننے کا یہ سلسلہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا اور برطانیہ کی گیارہ جماعتوں کے علاوہ چوبیس دوسرے ممالک اس سے فیضیاب ہونے لگے جن میں پاکستان، ہندوستان، نیوزی لینڈ، فجی، سنگاپور، جاپان، کوریا، انڈونیشیا، ماریشس، گھانا، ساؤتھ افریقہ، عمان، سپین، فرانس، ہالینڈ، ڈنمارک، ناروے، آئرلینڈ، جرمنی، بیلجیم، سویڈن، کینیڈا، امریکہ اور تنزانیہ شامل ہیں۔ اُس دَور میں جلسہ سالانہ برطانیہ سے حضورؒ کے خطبات بھی بذریعہ فون سنوائے گئے۔

اس سفر کا ایک اہم سنگِ میل دسمبر 1991ء میں ہونے والا جلسہ سالانہ قادیان تھا جس میں تقسیمِ ہند (1947ء)

کے چوالیس سال بعد خلیفۃ المسیح کا قادیان میں ورودِ مسعود ہوا۔ اس تاریخی اور تاریخ ساز جلسہ سالانہ کو بذریعہ سیٹلائٹ فون پر براہِ راست سنوایا گیا۔ یہ جماعت کی تاریخ میں بذریعہ سیٹلائٹ پیش کی جانے والی پہلی نشریات تھیں۔ وہ آواز جو سو سال قبل قادیان سے اُٹھی تھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں آپؑ کے خلیفۂ رابع کو اسی سرزمین سے ایک نئی شان سے دنیا تک پہنچانے کی سعادت ملی اور الہام 'مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا' کی ایک اور تجلّی دنیا پر ظاہر ہوئی۔ اس کے بعد تو یہ راہیں بڑی تیزی سے کشادہ سے کشادہ تر ہوتی چلی گئیں۔

ایم ٹی اے کا سفر۔منزل بہ منزل

31/ جنوری 1992ء سے ایم ٹی اے کا باقاعدہ آغاز ہوا اور مواصلاتی سیّارے کے ذریعہ آپ کا فرمودہ خطبہ جمعہ براہِ راست برِّاعظم یورپ میں دیکھا اور سنا گیا اور ہر جمعہ کے مبارک روز یہ سلسلہ باقاعدہ جاری رہا۔

مارچ 1992ء میں رمضان المبارک کے درس القرآن بذریعہ سیٹلائٹ نشر کیے گئے۔ اس رمضان المبارک کی اجتماعی دعا میں ایم ٹی اے کے ذریعہ پہلی مرتبہ یورپ بھر کے احباب جماعت شامل ہوئے۔

3/اپریل 1992ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی حرم محترمہ حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہؒ کی وفات پر جماعت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی کی نمازِ جنازہ براہِ راست اسلام آباد (ٹلفورڈ۔ برطانیہ) سے ایم ٹی اے پر نشر کی گئی اور حضور رحمہ اللہ کی زیرِ ہدایت مقامی امام کی اقتدا میں مختلف مقامات پر بیک وقت حضرت بیگم صاحبہؒ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

اپریل 1992ء میں حضورؒ نے خطبہ عید الفطر ارشاد فرمایا جو بذریعہ سیٹلائٹ ایم ٹی اے پر نشر ہونے والا پہلا خطبہ عید تھا۔

پھر جون 1992ء میں حضورؒ کا خطبہ عید الاضحیہ بھی یورپ بھر میں ایم ٹی اے کے ذریعہ براہِ راست نشر کیا گیا۔

31/ جولائی تا 2/ اگست 1992ء جلسہ سالانہ برطانیہ پہلی مرتبہ ایم ٹی اے کی زینت بنا اور یورپ کے علاوہ برِّاعظم ایشیا میں بھی حضور رحمہ اللہ کے جلسہ کے تمام خطابات براہِ راست دکھائے گئے۔ پاکستان میں 1984ء سے احمدیوں کے جو سالانہ جلسے حکومت کی طرف سے بند کر دیئے گئے تھے اس جلسے سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ان جلسوں کا اجراء ایک نئے رنگ اور نئی شان سے ہوا۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے متعدد ممالک میں گھر گھر جلسے کا ماحول پیدا ہو گیا۔

21/ اگست 1992ء کو حضورؒ کے خطباتِ جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ چار برِّاعظموں یعنی یورپ، ایشیا، افریقہ اور آسٹریلیا میں نشر ہونا شروع ہوئے۔

16/ اکتوبر 1992ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کینیڈا کی افتتاحی تقریب براہِ راست پہلی مرتبہ تین برِّاعظموں میں نشر کی گئی۔

دسمبر 1992ء میں حضورؒ کے جلسہ سالانہ قادیان سے افتتاحی اور اختتامی خطابات لندن سے براہِ راست نشر کیے گئے۔

30/ جولائی تا یکم اگست 1993ء جلسہ سالانہ برطانیہ سے حضور رحمہ اللہ کے خطابات ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کئے گئے۔ اس عالمی جلسہ پر تاریخ عالم کا ایک اور انقلاب انگیز اور تاریخ ساز واقعہ رونما ہوا۔ یعنی ایم ٹی اے کے ذریعہ پہلی 'عالمی بیعت' کی تقریب منعقد ہوئی جس میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والی دو لاکھ سے زائد سعید روحیں شامل ہوئیں۔

31/ دسمبر 1993ء کو حضورؒ نے جلسہ سالانہ قادیان سے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ ماریشس کی سرزمین سے خطاب فرمایا اور خطبہ جمعہ کے ذریعہ اس کا افتتاح فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ میں آپ نے جماعت کو خوشخبری دی کہ 7/ جنوری 1994ء سے ہفتہ میں ساتوں دن بارہ گھنٹے ایم ٹی اے کی نشریات ہوا کریں گی۔ آپؒ نے فرمایا:

''جب ہم نے سیٹلائٹ کے ذریعہ سب دنیا سے رابطے کا آغاز کیا تو جمعہ کا ایک گھنٹہ یا کچھ زائد وقت یا کچھ جلسوں اور اجتماعات کے موقع پر ایک دو گھنٹے زائد ملا کرتے تھے۔ احباب جماعت عالمگیر کی طرف سے بار بار اس خواہش کا اظہار ہوتا تھا کہ سیٹلائٹ اب ایک ہفتہ انتظار نہیں ہوتا۔ کوشش کریں کہ خواہ کچھ بھی خرچ کرنا پڑے، روزانہ یہ پروگرام جاری ہو۔ آج مَیں نئے سال کے تحفہ کے طور پر ماریشس کی سرزمین سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے ایشیا کے لئے جاپان سے لے کر افریقہ تک اور اس علاقہ میں برِّاعظم آسٹریلیا بھی شامل ہے، ہفتہ میں ایک گھنٹہ کی بجائے ہفتہ میں ساتوں دن بارہ گھنٹے روزانہ پروگرام چلا کرے گا... آئندہ تمام ایشیا کی جماعتیں، تمام افریقہ کی جماعتیں اور خدا کے فضل سے شمالی افریقہ کی جماعتیں بھی... اور آسٹریلیا بھی... روزانہ بارہ گھنٹے کا پروگرام سُن سکیں گے اور دیکھ سکیں گے۔ جہاں تک یورپ کا تعلق ہے سرِدست ہم نے روزانہ ساڑھے تین گھنٹے کا وقت حاصل کر لیا ہے... انشاء اللہ تعالیٰ اب یورپ میں بھی اور ساتھ تعلق رکھنے والے حصہ میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یقیناً ساڑھے تین گھنٹے روزانہ کا پروگرام سنایا جایا کرے گا''۔

(خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 1007-1006)

ایم ٹی اے کی روزانہ نشریات کا آغاز

7/ جنوری 1994ء وہ مبارک دن ہے جب حضورؒ کے خطبہ جمعہ سے ایم ٹی اے کی روزانہ نشریات کا آغاز ہوا۔ اُسی روز ایم ٹی اے کی اپنی پہلی براڈ کاسٹ وَین (van) کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔ اسی روز حضورؒ کے ساتھ 'ملاقات' پروگرام بھی شروع ہوا۔ ابتدا میں چند روز 'ملاقات' کا پروگرام عمومی بات چیت پر مشتمل رہا جس میں حضورؒ نے متعدد ایمان افروز واقعات بیان فرمائے اور پھر روزانہ کی یہ 'ملاقات' کئی مختلف سلسلوں میں تقسیم ہو گئی۔ حضورؒ نے اپنے 7/ جنوری 1994ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''الحمد للہ کہ آج وہ جمعہ کا دن آیا جس کی بہت دیر سے دل میں تمنّا تھی اور ایک مدّت سے انتظار تھا کہ آج خدا کے فضل کے ساتھ انٹرنیشنل احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن کا باقاعدہ آغاز ہو رہا ہے۔ وہ جو جمعہ کا خطبہ پہلے ہر جمعہ سنایا جاتا تھا وہ اگرچہ اسی ٹیلی ویژن کے ذریعہ تھا لیکن یہ سروس روزمرہ کے طور پر ابھی جاری نہیں ہوئی تھی۔ الحمد للہ کہ جو خوشخبری مَیں نے ماریشس کی

سرزمین سے دی تھی آج انگلستان کی سرزمین سے یہ اعلان کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ آج سے باقاعدہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی روزانہ سروس کا آغاز ہوچکا ہے۔ یورپ میں ساڑھے تین گھنٹے یا تین گھنٹے روزانہ اور باقی ایشیا افریقہ وغیرہ میں روزانہ بارہ گھنٹے کا پروگرام چلا کرے گا... جو کچھ بھی اس کے نتیجہ میں پیدا ہوگا مجھے امید ہے کہ بابرکت ہوگا اور جماعت کی تربیت ہی کے لئے نہیں بلکہ سب دنیا کے لئے بھی ٹیلی ویژن کے ذریعہ تربیت کے ایک نئے دَور کا آغاز ہوجائے گا۔ کبھی دنیا میں ٹیلی ویژن کو ان اعلیٰ مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا گیا جن اعلیٰ مقاصد کے لئے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ایک ٹیلی ویژن کے نئے دور کے آغاز کی توفیق مل رہی ہے‘‘۔

(خطباتِ طاہر جلد 13 صفحہ 2-1)

جولائی 1994ء کا جلسہ سالانہ یُوکے وہ پہلا جلسہ سالانہ تھا جو اپنی مکمل صورت میں براہِ راست ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر نشر کیا گیا۔ اس جلسہ کے آخر پر تاریخ احمدیت میں ایک اَور نہایت ایمان افروز اور غیرمعمولی عظمت کا حامل واقعہ رونما ہوا۔ حضور رحمہ اللہ نے اختتامی دعا کے بعد چند ملکوں کے نام گنوائے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ میں شامل تھے۔ اس پر ان ملکوں سے جن کے نام نہیں لئے گئے تھے فون موصول ہونے لگے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ شامل ہیں۔ ایم ٹی اے کے فون پر پیغامات کا تانتا بندھ گیا۔ جب حضورؒ کو فون کرنے والوں کے پیغامات بتائے جاتے تو آپؒ اس کا ذکر فرماتے۔ یہ بہت ہی رُوح پرور نظارہ تھا۔ آپ نے اس وجد آفرین نظارہ کو دیکھ کر فرمایا:

’’یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا اعجاز ہے جو آج ظاہر ہورہا ہے‘‘۔

حضور رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اگست 1994ء میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’جلسہ سالانہ UK اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک غیرمعمولی شان کا جلسہ ثابت ہوا۔ اللہ کے فضلوں کو ہم ہمیشہ برستا دیکھتے ہیں لیکن ان فضلوں میں بھی بعض دفعہ اچانک یُوں لگتا ہے جیسے غیرمعمولی تیزی پیدا ہوگئی ہے اور توقع سے بڑھ کر اللہ کے فضلوں کی برسات ہوتی ہے۔ جلسہ سالانہ جس صورتحال میں اختتام پذیر ہوا اس میں کسی انسانی حکمت اور کسی منصوبہ بندی کا کوئی ادنیٰ سا بھی دخل نہیں تھا۔ لوگوں نے بعد میں مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ میں نے کہا مجھے تو لگتا تھا کہ اچانک بارش شروع ہوگئی ہے حالانکہ بارش پہلے بھی ہو رہی تھی لیکن بعض دفعہ بارش میں بھی اس قدر زور پیدا ہوجاتا ہے کہ لگتا ہے اب بارش شروع ہوئی ہے۔ یہ خداتعالیٰ نے دشمن کو جماعت احمدیہ کے عالمی اجتماع کا ایک نظارہ دکھانا تھا اور بتانا تھا کہ اس وقت ایک ہی اُمّتِ واحدہ ہے جو حقیقت میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب ہونے کا حق رکھتی ہے وہ جماعت احمدیہ ہے جو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر اس طرح اکٹھی ہوگئی ہے کہ ایک جسم کے ٹکڑوں کی طرح ساری دنیا کی جماعت بن چکی ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اگست 1994ء خطباتِ طاہر جلد 13 صفحہ 572)

اسی طرح فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے اس ظاہری اور روحانی رشتے کو ملا کر عالمی طور پر ٹیلی ویژن کے ذریعے ایک ایسا نیا نظام قائم کر دیا ہے کہ خلافت احمدیہ کو قیامت تک مستحکم کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ اس لئے اب یہ خیال بھلا دیں دل سے کہ خلافت رابعہ آگئی اور بعد میں پھر وہی کچھ ہوگا جو پہلے ہوچکا ہے۔ یہ بالکل واضح جھوٹ ہے۔ اگر کوئی یہ غلط امیدیں لگائے بیٹھا ہے تو وہ نامراد رہے گا۔ ان امیدوں کا پھل کبھی نہیں دیکھے گا۔ کیونکہ خلافت رابعہ میں تو اجتماعیت کا آغاز ہوا ہے، اختتام کے اعلان نہیں ہو رہے۔ یہ بتایا جارہا ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خلافت دی گئی ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کی حکومت کو قیامت تک جاری کرنے کے لئے دی گئی ہے اور اس لئے یہ وہم دل سے نکال دو کہ خلافت رابعہ آخری دَور ہے۔ خلافت رابعہ آئندہ آنے والے حالات کے لئے جو آسمان سے تقدیریں رونما ہو رہی ہیں ان کے لئے ایک پیش خیمہ بن گئی ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اگست 1994ء خطباتِ طاہر جلد 13 صفحہ 587)

14/اکتوبر 1994ء کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ایک اَور سنگِ میل کا ظہور ہوا جب حضور رحمہ اللہ نے ’’مسجد بیت الرحمان امریکہ‘‘ کا افتتاح فرمایا اور اس کے ساتھ ہی ایم ٹی اے کے واشنگٹن اَرتھ سٹیشن (Earth Station) کا افتتاح فرمایا۔ یکم اگست 1995ء سے ایم ٹی اے کا پروگرام تین گھنٹے سے بڑھ کر پانچ گھنٹے روزانہ ہوگیا۔ (باقی آئندہ، ان شاءاللہ)

ارتھ سٹیشن امریکہ

قسط دوم

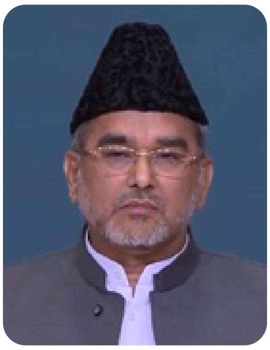

خلافت روحانی زندگی کی ضامن

(مولانا شمشاد احمد قمر صاحب۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے جذبات کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

”جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں، جن کی فکر خلیفہٴ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ اُن کی صحت کی فکر... رشتے کے مسائل ہیں، غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا، چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی، ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اُس سے دعائیں نہ مانگتا ہو“۔

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء)

لیکن دوسری طرف مسلمان ہوں یا غیر مسلم غریبوں کا مال دنیا میں کیسے کھا رہے ہیں اور اُن پر کیسے کیسے ظلم کر رہے ہیں۔ اِس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا یہ لوگ خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اِن کی عبادتیں عبادت نہیں کہلا سکتیں۔ بلکہ آج عبادت کا قیام کرنے والی خدا کی قائم کردہ خلافت ہے جو عدل و انصاف سے سب کے حقوق کی بات کرتی ہے اور سب دنیا کے حکمرانوں کی نیکی کی طرف راہنمائی کر رہی ہے۔ آج اِس خلافت کے علاوہ عافیت کا کوئی حصار نہیں ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس سورۃ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں۔

”آئینِ اسلام خلافت سے تعلق رکھتا ہے اور خلافت کے معنے ہیں کہ سارے مسلمان اُس کے تابع ہو جائیں... حکومتِ الٰہیہ دراصل عرش پر ہے۔ دنیا میں صرف اُس کا ظل قائم ہوتا ہے اور قرآن کریم میں یہ وعدہ ہے کہ ہر حملہ جو اُس حکومت پر ہوگا، ہم پر ہوگا۔ اور ہر دشمن جو اُس پر چڑھائی کرے گا وہ ہمارا دشمن ہوگا۔ اور ہم خود اس کا مقابلہ کریں گے... یہ خلافت جب بھی قائم ہوگی روحانی ہوگی۔ جیسے میں اپنے آپ کو خلیفہ کہتا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ میری خلافت سے دنیوی خلافت مراد نہیں... اگر میں اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہوں تو خدا مجھے خود سزا دے گا۔ اور اگر میں سچا ہوں تو لوگوں کی مخالفت میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ بہرحال نظامِ خلافت کے بغیر حکومتِ الٰہیہ دنیا میں ہرگز قائم نہیں ہوسکتی۔ لیکن اگر یہ قائم ہو جائے تو پھر اِس سے بہتر حکومت دنیا میں اور کوئی نہیں ہوسکتی۔

بہشتی مقبرہ قادیان کے غربی جانب مقام ظہور قدرت ثانیہ

(ان آیات میں) اللہ تعالیٰ اِسی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ کیا تم نے حکومتِ الٰہیہ کے منکر کو دیکھا ہے؟ ایسا انسان کبھی بھی اعلیٰ اخلاقی زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ وہ رزائل میں گرفتار رہتا ہے اور نفسا نفسی کے جذبات سے متأثر رہتا ہے“۔ (الماعون، تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 166، 167)

رُوحانی زندگی کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ انبیاؑ دنیا میں خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر بن کر آتے ہیں۔ اُن کے بعد خلافت بھی اُسی طرح صفاتِ الٰہیہ کی مظہر ہوتی ہے۔ اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے بھی جب اللہ کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں تو وہ صرف زبان سے لَا اِلٰہ اِلّا اللہ کہہ کر محض زبانی توحید کا دعویٰ نہیں کرتے۔ بلکہ نبی کے بعد خلیفہٴ وقت کی قیادت میں پوری جماعت ایک جسم کی طرح بن جاتی ہے اور خلافت کی برکت سے وہ مجسم رنگ میں توحید الٰہی کے مظہر بن جاتے ہیں۔ جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے جس کے ایک حصّے میں درد ہو تو پورا جسم اُس کا درد محسوس کرتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتابُ الادب بابُ رَحمۃِ النّاسِ والبَہائِم)

گویا کلمہ طیّبہ کا مطلب محض زبان سے ہی ”لا الہ الا اللہ“ کہہ دینا کافی نہیں بلکہ خدا کی توحید کا عملی مظاہرہ کرنا ہے۔ اور توحید کا عملی مظاہرہ ”لا الہ الا اللہ“ کے ساتھ ”محمدرّسول اللہ“ کہے بغیر یعنی آپ کی تعلیم پر عمل کئے بغیر ممکن نہیں۔ جیسا کہ خدا نے آیت استخلاف میں مسلمانوں پر واضح فرما دیا کہ شرک کا قلع قمع اور عبادتِ الٰہی کا قیام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر، خلافت کی قیادت میں، ایک جسم بن کر عمل کئے بغیر ممکن نہیں۔ اگر تم خلافت کی قیادت میں ایک جسم بن کر کام نہیں کرو گے اور فرقوں میں تقسیم ہو کر نفرتیں پھیلاتے رہو گے اور فساد برپا کرتے رہو گے تو صرف زبان سے ”لا الہ الا اللہ محمدرّسول اللہ“ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر زبان سے توحید کا اعلان کرتے ہو تو پھر اس تعلیم پر ایمان

لاکر عمل صالح کرو اور ایک خلیفۃ اللہ کی قیادت میں ایک جسم بن جاؤ جس کا ہر حصّہ دوسرے حصّے کا خیال رکھے۔ دوسرے حصے کا درد محسوس کرے اور اس کو دُور کرنے کی کوشش کرے۔

یہ ہے وہ خلافت جس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ پوری دنیا کو ایک جسم بنا کر عملی توحید کا قیام کرنا چاہتا ہے۔ مختلف اقوام بے شک دنیاوی لحاظ سے اپنی اپنی حکومت کرتی رہیں لیکن روحانی طور پر جب دنیا میں ایک خلیفہ ہو گا، جو مشرق و مغرب اور شمال اور جنوب کے لوگوں کا درد محسوس کرے گا۔ اُن کے لئے دعائیں کرے گا۔ تو خدا کی حقیقی توحید کا قیام ہو گا۔ جو کلمہ طیّبہ کی مجسم تصویر ہو گی۔ پھر دنیا روحانی طور پر بھی ترقی کرے گی اور جسمانی طور پر بھی۔ اس طرح پوری دنیا میں جہاں خدائے واحد کی حقیقی عبادت قائم ہو گی۔ وہاں شرک کا خاتمہ بھی ہو گا۔ پھر وہ لوگ خدا پر بھروسہ کرنے والے ہوں گے اور دنیا کے جُھوٹے خداؤں سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں خلافت یتیموں کی باپ ہو گی۔ بیواؤں کا سہاگ ہو گی۔ بے کسوں اور مسکینوں کا سہارا ہو گی۔ انسان کی یہ ترقّی خلافت کے قیام کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ جو ایسی خلافت سے الگ ہو گا وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جاہلیت کی موت مرے گا۔

ذرا غور فرمائیے کہ خلافت کے لئے ایمان اور عمل صالح شرط ہے۔ عملِ صالح مناسب حال عمل کو کہتے ہیں اور جو عمل مناسب حال نہ ہو وہ ظلم کہلاتا ہے۔ عربی لغت میں ہے وَضْعُ الشَّیئِ فِی غَیرِ مَحَلِّہٖ ظُلْمٌ کہ کسی چیز کو اُس کی مناسب جگہ پہ نہ رکھنا یا کسی کام کو اس کے صحیح طریق کے مطابق نہ کرنا ظلم کہلاتا ہے۔ گویا ظلم عمل صالح کا متضاد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ وعدہ فرمایا کہ میں تجھے امام (یعنی نبی) بنانے والا ہوں۔ عرض کیا میری اولاد میں سے بھی؟ فرمایا (ہاں مگر) جو ظالم ہوں گے یعنی جو عمل صالح نہیں کریں گے، وہ میرے اس عہد کے مستحق نہیں ہوں گے۔ پھر اِس کے بعد خانہ کعبہ کو پوری دنیا کے لئے مرکز بنانے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى ۝

(سورۃ البقرہ:126،125)

کہ مقام ابراہیم کو مصلّیٰ بناؤ۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اطاعت اور وفا کو اپنا شعار بناؤ تو تمہیں امامت کی برکات نصیب ہوں گی۔ وہ برکات جن کا مرکز خانہ کعبہ ہے۔ جو دراصل روحانی زندگی کا منبع ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس روحانی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جس طرح مسجد خانہ کعبہ کی یاد کو قائم رکھتی ہے اسی طرح خلافت محمد رسول اللہ کی یاد کو قائم رکھتی ہے۔ یہ وہ حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیا تھا کہ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى ۝

(سیر روحانی صفحہ 154)

پس عملِ صالح کا تقاضا ہے کہ آج ہم بھی خلافت کے ساتھ وفا میں مقام ابراہیم کو اختیار کریں اور مقامِ ابراہیم اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی صدا بلند کرنے کا نام ہے۔ یہی مقصد تھا جس کے لئے خانہ کعبہ کی بنیادیں اُٹھائی گئیں، جس کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اور پھر آپ کے غلام صادق کے ذریعے خلافت احمدیہ قائم ہوئی۔ ہماری روحانی ترقّی کا راز اس میں ہے کہ اُس خلافت کے دست و بازو بن کر دنیا میں خدائے واحد و یگانہ کی توحید پھیلانے والے ہوں۔ تاکہ ساری دنیا ایک خدا کی رُوحانی بادشاہت میں آجائے اور ایک نبی کی شریعت کے مطابق، خانہ کعبہ کو اپنا مرکزِ توحید بنا کر اُس سے پھوٹنے والی حقیقی شریعت کا قیام ہو۔ جہاں امیر و غریب، شاہ و گدا، اور حاکم و محکوم، سب خدا کی نظر میں ایک ہی صف میں کھڑے ہوں اور دنیا اپنی زندگی کے اصل مقصد کو پا سکے۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا نے خلافت کا وعدہ ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والوں سے کیا ہے۔ نیز فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم پر نظر دوڑائیں تو جہاں جہاں الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا ذکر ہے گویا وہاں نبوّت کے ساتھ خلافت کا بھی ذکر ہے۔ قرآن کریم میں اور بہت سے مقامات پر روحانی زندگی کو خلافت کے ساتھ وابستہ قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ التّین میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۝ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ۝ کہ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا لیکن پھر (اُس کی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے) ہم نے اسے اسفل السافلین کی طرف لوٹا دیا۔ وہ گہرائیوں میں جا گرا۔ لیکن فرمایا اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کرتے رہے یعنی جو خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ اسفل السافلین میں گرنے سے نہ صرف بچ جائیں گے۔ بلکہ فرمایا فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ اُن کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر بھی ہے۔ اُن کی روحانی زندگی کے قائم رہنے کی خدا ضمانت دیتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری سورۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالۡعَصۡرِ ۝ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ۝ کہ زمانے کی قسم۔ یقیناً انسان ایک بڑے گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے اور ایک دوسرے کو حق بات کی اور صبر کی نصیحت کرتے رہے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ آخری زمانہ میں تمام انسان مسلم ہوں یا غیر مسلم سب گھاٹے میں ہوں گے کیونکہ سب ایمان اور اعمال صالح سے خالی ہوں گے۔ مسلمانوں کے دلوں سے اُمید مٹ چکی ہو گی۔ وہ طاقتور اقوام کے جاہ و حشمت سے مرعوب ہوں گے۔ لیکن ایک جماعت جو ایمان اور عمل صالح کی دولت سے مالا مال ہو گی اور خدا کے وعدے کے مطابق خلافت کے ساتھ وابستہ

ہو گی۔ وہ نہ تو کسی کی دولت سے مرعوب ہو گی۔ نہ کسی کی طاقت سے خوف کھائے گی۔ بلکہ خلافت کی برکت سے وہ خود بھی حق بات پہ قائم رہیں گے اور دوسروں کو بھی حق کی تبلیغ کرتے رہیں گے۔(سورۃ العصر، تفسیر کبیر جلد10 صفحہ 547)

اُن پر مصائب آئیں گے۔حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اُن پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اُنہیں لا الٰہ الاّ اللّٰہ کہنے سے روکا جائے گا۔ شرک کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اُن کے لئے عبادت کے دروازے بند کئے جائیں گے۔لیکن وہ تمام مشکلات کو برداشت کریں گے۔خود بھی صبر کریں گے اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرتے رہیں گے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے اِن عاجز بندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’خدا اُن پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے، مگر اِس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اِس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقّی کریں...... وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں۔لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں، بلکہ اِس لئے کہ تا اُن موتیوں کے وارث ہوں جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں، لیکن اس لئے نہیں کہ جلائے جائیں، بلکہ اِس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور اُن سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے۔ اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے ہیں اور دکھ دئے جاتے ہیں اور طرح طرح کی بولیاں اُن کی نسبت بولی جاتی ہیں۔ اور بدظنّیاں بڑھ جاتی ہیں...... جو شخص اُن کو دکھ دیتا ہے۔ اور لعنتیں بھیجتا ہے، وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے... پس وہ صبر کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ امرِ مقدّر اپنی مدّتِ مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرت الٰہی اُس غریب کے لئے جوش مارتی ہے۔ اور ایک ہی تجلّی اعدأ کو پاش پاش کر دیتی ہے‘‘۔

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 53-52)

نیز فرمایا:

گالیاں سن کر دعا دو ، پا کے دکھ آرام دو
کِبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

پس آج جہاں باقی اقوام اپنی ذاتی اغراض کے لئے دوسروں پر ظلم کر کے اُن کا مال و دولت چھین لینے کی کوشش کر رہی ہیں، وہاں خلافت احمدیہ مخالفین کی طرف سے اپنے متّبعین کو دیئے جانے والے ہر قسم کے دکھوں اور تکلیفوں کے باوجود، حق پر قائم رہتے ہوئے اور اپنی جماعت کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے، تمام انسانوں کے دکھ درد بانٹنے اور اُنہیں امن دینے اور عدل و انصاف کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔ جو اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ آئندہ انسان کی رُوحانی زندگی کی ضمانت امریکہ دے سکتا ہے نہ روس۔ چین دے سکتا ہے نہ جاپان۔ یورپ دے سکتا ہے نہ ایشیا۔ اور نہ ہی دنیا کا کوئی اور ملک یا طاقت دے سکتی ہے۔ بلکہ یہ ضمانت صرف خدا عطا کر سکتا ہے۔ اور آج خدا نے اس کا صرف ایک ہی ذریعہ پیدا کیا ہے اور وہ اِس آخری زمانے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خدا کی قائم کردہ خلافت ہے۔ جو اس سے مونہہ موڑتا ہے، وہ خدا سے مونہہ موڑتا ہے اور خود اپنی رُوحانی موت کا سامان پیدا کرتا ہے۔

روحانی زندگی کی ترقی آج صرف اسلام سے وابستہ ہے اور اسلام کی دوبارہ زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے اور اُس کی تکمیل خلافت کے ذریعے مقدّر ہے۔ خلافت ہی کے ذریعے اس رُوحانی مشن کے مکمل ہونے کی خبر دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے...... اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی، جو جھوٹے خداؤں کو قبول لیتی تھیں۔ نئی زمین ہو گی اور نیا آسمان ہو گا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچّے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں۔ اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب مِلّتیں ہلاک ہوں گی، مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے، مگر اِسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہو گا، جب تک دجّالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچّی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفّارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے۔ بلکہ مستعد رُوحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نُور اتارنے سے۔تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 2، مطبوعہ اسلام انٹرنیشنل پبلی کیشن لمیٹڈ یو۔کے 2018 صفحہ 83،182)

پھر آپ مزید فرماتے ہیں:

’’میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اِس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحتِ اقدام دیکھتا ہوں۔ اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے، جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے، جس نے ایک پتلی کی طرح اِس مشت خاک کو کھڑا کر دیا۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں، عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں‘‘۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 403)

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ ، اے آوارگانِ دشتِ خار
قوم کے لوگو اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

مسجد فضل عمر ہمبرگ کے لان میں نماز عید الفطر ادا کی جا رہی ہے

تصویر: بشکریہ شعبہ سمعی و بصری جرمنی

رپورتاژ

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

عجیب رنگ میں اب کے بہار گزری ہے

جرمنی میں رمضان المبارک 1441ھ بمطابق 2020ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں اپنی زندگیوں میں ایک مرتبہ پھر ماہِ رمضان المبارک دیکھنا نصیب ہوا، الحمدللہ۔ ماہ رمضان میں ہر ملک اور ہر شہر کی ہر مسجد نمازیوں سے بھر جایا کرتی ہے، فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نماز تراویح کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، نماز مغرب سے پہلے افطاری کے موقع پر بھی غیر معمولی رونق ہوتی ہے، نماز فجر کے بعد درس حدیث، نماز ظہر یا عصر کے بعد درس قرآن عجب بہار دکھاتا ہے اور ہر جمعہ حاضری غیر معمولی طور پر بڑھ جاتی ہے۔غرضیکہ ماہ رمضان میں ہر طرف موسم بہار کا سماں ہوتا ہے۔ مگر اس سال یعنی 1441ھ بمطابق 2020ء اپنی نوعیت کا منفرد رمضان رہا جس کے بارہ میں کہا جاسکتا ہے کہ ؎ عجیب رنگ میں اب کے بہار گزری ہے، کیونکہ اس سال ساری دنیا کورونا وائرس کی زد میں تھی۔ اور اس موذی وبا کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت نے حفاظتی اقدامات کے طور پر بہت سی ہدایات جاری کی تھیں۔ ان ہدایات کے مطابق کئی ہفتوں سے مساجد میں نماز باجماعت ادا نہیں کی جارہی تھی اور یہ سلسلہ رمضان کے پہلے دو ہفتے تک جاری رہا۔ پھر جرمنی کے حالات میں کچھ بہتری آنے یعنی کرونا وائرس سے متاثر لوگوں کی تعداد میں کمی ہونے پر حکومت کی طرف سے کڑی شرائط کے ساتھ جو اجازت ہوئی تو احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن جرمنی (MAMO) کے ساتھ مل کر ان شرائط پر پورا اُترنے کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا گیا۔ اس منصوبہ پر عملدرآمد کو یقینی بنائے جانے کے بعد مورخہ 8 مئی سے مساجد میں جمعہ اور دیگر نمازوں کی باجماعت ادائیگی ممکن ہوئی اور کسی قدر رمضان کی رونق لوٹ آئی، الحمدللہ۔

حفاظتی اقدامات کے سلسلہ میں درج ذیل ہدایات دی گئی تھیں:

1۔ نمازیوں کی تعداد مسجد کی مناسبت سے محدود رکھی جائے۔

2۔ مسجد کے دروازے پر خدام کی ڈیوٹی لگائی جائے۔

3۔ مسجد آنے والے تمام احباب کی فہرست تیار کی جائے تا کہ جب کسی میں مرض کی تشخیص ہو تو chain of infection کا پتا کیا جاسکے۔

4۔ تمام نمازی حفاظتی ماسک لازماً پہن کر آئیں۔

5۔ تمام احباب اپنا جائے نماز ساتھ لے کر آئیں۔

6۔ جوتوں کی جگہ پر نمبر لگائے جائیں تا کہ جوتے جلد اتارے اور پہنے جاسکیں۔

7۔ پندرہ تا ساٹھ سال تک کے صرف صحتمند مرد احباب کو مسجد میں آنے کی اجازت تھی۔

فاصلہ قائم رکھنے کے متعلق ہدایات:

1۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظوری عطا فرمائی ہے کہ موجودہ حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے نمازیوں کے درمیاں فاصلہ رکھا جائے۔ چنانچہ دو نمازیوں کے درمیان 2 میٹر کا فاصلہ ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر صف کے بعد ایک صف کو خالی رکھیں۔

2۔ ان جگہوں پر ٹیپ کے ساتھ نشان لگایا جائے جہاں پر نماز پڑھی جاسکتی ہے، ان نشانات سے زائد افراد مسجد میں داخل نہیں ہوسکیں گے۔

3۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت بھی احباب کا آپس میں 2 میٹر کا فاصلہ رکھا جائے۔ نیز نماز سے قبل یا بعد میں کسی بھی قسم کی محفل نہ لگائی جائے۔

4۔نمازیوں کو ان ہدایات کی یاد دہانی کروائی جاتی رہے۔

مسجد میں آنے والوں کے لئے مزید ہدایات:

1۔مسجد میں صرف فرض نمازیں ادا کی جائیں۔ اسی طرح تراویح کی نماز بھی مسجد میں ادا نہیں ہوگی، درس نہیں ہوگا۔

2۔آپس میں میل ملاپ کو مسجد کے اندر اور باہر روکا جائے۔

3۔خطبہ جمعہ مع ترجمہ 10منٹ کا ہو۔

4۔اجلاس اور دیگر مجالس فی الحال نہیں ہوں گی۔

صفائی کے متعلق ہدایات

1۔باہمی مصافحہ یا معانقہ سے اجتناب کیا جائے۔

2۔ احباب وضو گھر سے کر کے آئیں۔ بیت الخلاء بند رکھے جائیں۔صرف مجبوری میں استعمال کئے جائیں۔

3۔سب احباب اپنی ٹوپی ساتھ لے کر آئیں۔

4۔ سینیٹائزر داخلی دروازے پر رکھا جائے۔

5۔ہر نماز کے بعد مائیک، ڈائس، handrail، دروازوں کے ہینڈل، جوتوں کی جگہ کو سینیٹائزر کے ساتھ صاف کیا جائے ۔

6۔مائک پر foil چڑھایا جائے جسے ہر نماز کے بعد تبدیل کیا جائے۔

چنانچہ ان شرائط اور پابندیوں کے ساتھ جرمنی بھر میں احمدیہ مساجد کھولی گئیں اور باجماعت نمازیں ادا کی جارہی ہیں، الحمد للہ۔رمضان کے بعد عید الفطر بھی ہر جگہ اِسی ماحول میں ادا کی گئی۔

تاہم اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ ان ایام میں نمازوں اور دیگر عبادات سے رخصت رہی بلکہ ان ایام میں ہر گھر ہی مسجد بن گیا ہے اور احباب جماعت اپنے اہل و عیال کے ساتھ نماز باجماعت کا باقاعدہ اہتمام کرتے رہے، نماز جمعہ بھی گھروں میں ادا کی جارہی ہے اور عیدالفطر بھی ادا کی گئی۔ نمازوں کے بعد درس دینے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اس ضمن میں بڑے ایمان افروز واقعات بھی ہو رہے ہیں جن سے بچوں اور بڑوں میں غیر معمولی جوش و جذبہ اور بیداری کا علم ہوتا ہے۔ نمازوں کے ساتھ ساتھ نماز تراویح بھی ادا کی جاتی رہی جس سے نوجوانوں کو اپنے اپنے طور پر حفظ قرآن کریم کی دہرائی کا بہت عمدہ موقع میسّر آیا۔مرکزی طور پر درسِ قرآن وحدیث و ملفوظات کا انتظام بھی کیا گیا جو ہر روز ایم ٹی اے جرمنی کی لائیو سٹریم پر نشر ہوتا رہا اور اس سے ہزاروں احباب جماعت اپنے گھروں میں رہتے ہوئے مستفید ہوتے رہے۔غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان حالات میں بھی ہر احمدی نے بھر پور انداز میں رمضان گزارا اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اپنے رب کو منانے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے ہم سب کی عبادات و ریاضات قبول فرمائے اور ہمیں نیکی اور تقویٰ میں ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے اور ہم اُس چراغ کی طرح ہو جائیں جو اونچی جگہ پر رکھا جاتا ہے، آمین۔

کورونا وائرس کی وجہ سے پابندیوں کے ماحول میں گھر پر باجماعت نماز ادا کرنے کا منظر

تہنیتی پیغام برموقع عید الفطر

صدر مملکت وفاقی جمہوریہ جرمنی

صدر مملکت جرمنی جناب Frank-Walter Steinmeier نے عیدالفطر کے موقع پر مندرجہ ذیل پیغام جاری کیا جو ملکی ذرائع ابلاغ پر نشر کیا گیا۔اس تہنیتی پیغام میں آپ نے کہا:

”بحیثیت صدرِ مملکت میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں پوری کوشش کروں گا کہ ہم بطور معاشرہ ہر قسم کے قومی تعصب اور نفرت آمیز عوامل کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ مسلمانوں کے خلاف نفرت ، تعصب اور اسی طرح ان کے اور ان کی مساجد کے اوپر پُرتشدّد حملوں کو ہم ہرگز برداشت نہیں کریں گے اور نہ ہی اس کی اجازت دیں گے۔آپ لوگوں کو تحفظ مہیا کرنا نہ صرف اس معاشرے کے ہر شہری کی ذمہ داری ہے بلکہ یہ ریاست کے کاموں میں سے ایک اہم کام ہے ۔

میں رمضان کے اختتام پر نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ اگلے سال ہم یہ عید اکٹھے مل کر منا سکیں کیونکہ یہ تہوار ایک عرصہ سے جرمنی کی معاشرتی زندگی کا حصہ ہے۔ یہ مذہبی تعلیمات اور رسومات پر کاربند ہونے کا عملی اظہار ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ ہمارا معاشرہ ایک پر امن اور رواداری والا معاشرہ ہے ۔ یہ تہوار نہ صرف مسلمانوں کو آپس میں بلکہ انہیں غیرمسلموں سے بھی ملاتا ہے۔ اس سال ہم حسبِ معمول اکٹھے نہیں منا سکتے لیکن اصلاح نفس کے لحاظ سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ ایک ایسے عقیدے میں منسلک ہیں جو راحت بخش اور طاقت مہیا کرتا ہے“۔

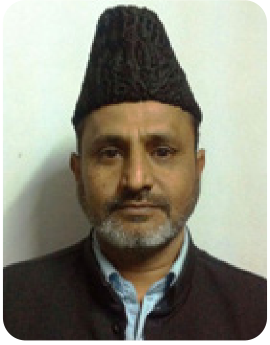

ہجری شمسی تقویم کا چھٹا مہینہ

احسان

مکرم مولانا محمد رئیس طاہر۔مربی سلسلہ۔ ربوہ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے جاری فرمودہ ہجری شمسی تقویم میں ماہ جون کا نام "اِحسان" ہے۔ زیرِنظر مضمون میں اس کا پس منظر بتانے کے ساتھ اس بنیادی خلق احسان کے بارے میں اسلامی تعلیم اور اس کے تقاضے ہدیۂ قارئین ہیں۔

9 ہجری بمطابق 630ء میں طے قبیلہ کے کچھ لوگ قیدی ہو کر آپؐ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی شامل تھیں۔ حاتم طائی عرب میں مہمان نوازی اور حُسن سلوک کی ایک مثال تھا۔ جب ان سے تعارف ہوا تو آنحضرت ﷺ نے حاتم طائی کی نیکی اور احسان کو یاد رکھتے ہوئے ان سے حسن و احسان کا سلوک فرمایا۔ جس پر یہ لوگ ایمان لے آئے۔ یہ واقعہ جون کے مہینہ میں پیش آیا جس کی وجہ سے جون کو ہجری شمسی تقویم میں ''احسان'' کا نام دیا گیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ تو ہمہ وقت وہمہ صفت محسن انسانیت بلکہ رحمۃٌ للعالمین تھے۔ جیسے فرمایا وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ کہ ہم نے تجھے سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (الانبیاء:108)

قرآن کریم نے انسانی معاشرہ کو پر امن اور خوشگوار بنانے کیلئے عدل و انصاف سے بڑھ کر احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کی تعلیم دی ہے اور یہی تعلیم ہمیشہ سے غالب آنے اور دنیا میں ترقی کرنے کیلئے ضروری رہی ہے۔ جن قوموں نے باہمی اخوت، بھائی چارہ، ہمدردی اور ایثار کے جذبہ کو اپنایا انہوں نے دنیا میں ترقی کی اور جن قوموں نے ان اطوار و اخلاق کو چھوڑ دیا وہ ناکامی و نامرادی اور حسرت کی تصویر بن گئے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِيۡتَآئِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَيَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ وَالۡبَغۡىِ ۚ يَعِظُكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ۔ (النحل:91) یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حُکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم عبرت حاصل کرو۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا۔ (بنی اسرائیل:24) اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔

آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ۔ (النحل:129) کی تشریح میں احسان کے معنی بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''محسن کا مطلب ہے کسی کو انعام دینا۔ بغیر کسی کی کوشش کے اُس کو نوازنا یا کسی سے اچھا سلوک کرنا۔ ایسے جو نوازنے والے ہوتے ہیں وہ محسن کہلاتے ہیں۔ پھر محسن کا یہ مطلب بھی ہے کہ انسان کا اپنے کام میں کمال درجے کو حاصل کرنا۔ اپنے کام کا اچھا علم حاصل کرنا اور ہر عمل ایسا جو موقع اور محل کے لحاظ سے بہترین ہو۔ گویا محسن دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو دوسروں کے لئے درد رکھتے ہوئے اُن کی خدمت پر ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی کس مذہب اور فرقے سے تعلق رکھتا ہے، کون کس قوم کا ہے؟ اُس کی خدمت پر مامور ہیں، کوشش ہوتی ہے کہ ہم انسانیت کی خدمت کریں۔ اور پھر یہ بھی کہ وقت پڑنے پر دوسرے کے کام آ کر اُس کی خدمت میں اس حد تک بڑھ جائیں کہ جس حد تک آسانیاں پیدا کر سکتے ہیں دوسرے کے لئے کی جائیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس جذبے کے تحت اُسے انسانیت کی خدمت کرنی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احمدی ہیں جو اس جذبے کے تحت خدمت کرتے ہیں، کام کرتے ہیں۔ بیشک وہ محسن تو ہوتے ہیں لیکن احسان جتانے والے نہیں ہوتے۔ محسن وہ نہیں جو احسان کر کے احسان جتائے۔ کیونکہ اگر احسان جتا دیا تو پھر تقویٰ اور اچھے خُلق کا اظہار نہیں ہو گا۔ تقویٰ تبھی ہے جب احسان کر کے پھر احسان جتایا نہ جائے۔..........

محسنین کا یہ مطلب بھی ہے کہ اپنی بھی فکر کرنا اور اپنے علم و عرفان کو بھی کمال تک پہنچانے کی کوشش کرنا اور یہ احسان اپنے پر بھی ہے۔ نیک صالح عمل کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا اور پھر اس میں بڑھنا یہ بھی اس کا ایک مطلب ہے۔ اور پھر یہ کہ علم و معرفت سے خود بھی فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس کو اپنی زندگی پر لاگو کرنا اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانا۔ جتنا جتنا علم و معرفت زیادہ ہو گا اور پھر اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش بھی ہو گی تو پھر اس سے محسنین میں شامل ہونے کی ایک اور معراج ملتی

ہے۔ قدم پھر آگے بڑھتے ہیں۔ ایک نئے راستے کا تعین ہوتا ہے جو مزید روحانی اور اخلاقی ترقی کی طرف لے کر جاتا ہے اور جب یہ روحانی اور اخلاقی ترقی ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی معیت کے نئے زاویے بھی نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب کا تعلق بڑھتا ہے۔ اُس کی صفات کا مزید ادراک پیدا ہوتا ہے اور پھر تقویٰ میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ گویا کہ ایک سائیکل (Cycle) ہے، ایک چکر ہے جو نیکیوں کے اردگرد گھومتے ہوئے، تقویٰ کے اعلیٰ مدارج تک لے جاتے ہوئے خدا تعالیٰ تک لے جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے پھر توفیق بڑھتی ہے۔ پھر مزید نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور پھر نتیجۃً ان چیزوں سے، ان باتوں سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا زیادہ عرفان حاصل ہوتا ہے۔ تو یہ وہ احسان ہے، محسن بننا ہے جو اللہ تعالیٰ ایک انسان کو بناتا ہے۔ جو احسان جتانے والے محسن نہیں ہوتے بلکہ دوسروں کی خاطر قربانی کر کے اپنے اوپر سختی وارد کرتے ہیں اور اپنے حقوق چھوڑتے ہیں، پھر وہ اس اصول پر چلتے ہیں کہ اپنے حقوق لینے پر زور نہ دو بلکہ دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دو۔ (خطبہ جمعہ 3 فروری 2012ء)

آنحضرت ﷺ مجسم قرآن کریم تھے۔ اگر قرآن قول ہے تو آپؐ اس کی عملی تفسیر ہیں۔ اسی لئے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن کہ آپ کے اخلاق دیکھنے ہیں تو قرآن کریم پڑھ لو۔ سیرت النبی ﷺ کا ہر صفحہ، ہر سطر محمد ﷺ کے عفو، حُسن سلوک، رحم اور احسان سے عبارت ہے۔ اپنے تو اپنے غیر بھی آپؐ کے حُسن واحسان سے مستفید ہوتے نظر آتے ہیں۔ بلکہ آپؐ کی رحمت تو جانوروں اور درختوں اور دشمنوں پر بھی موسلادھار بارش کی طرح برس رہی ہے۔ بچوں سے شفقت کرنا بھی خدا کے رحم کا ایک حصہ ہے اور آنحضرت ﷺ تو بچوں سے اس قدر شفقت فرماتے تھے کہ بچوں کو کاندھوں پر اُٹھاتے اور کھلاتے اور مزاح بھی فرماتے تھے۔ بچپن میں بچوں کی طرح لڑتے نہ تھے بلکہ پیچھے ہو کر کھڑے ہو جاتے اور دوسروں پر احسان کرتے۔ خود ایثاری کا مجسمہ بنتے ہوئے جوانی میں بھی اپنے ہمعصروں پر نیکی اور دیانت و شرافت کا پیکر بن کر ان کو بھی راہ ہدایت پر گامزن کرنے کی کوشش میں مصروف عمل رہے۔ جب کسی سے معاملہ کیا تو ہمیشہ احسان کا معاملہ کیا۔ جب آپؐ پر مشیت ایزدی سے نبوت کی ذمہ داریاں ڈالی گئیں اور آپؐ گھر میں پریشان حالی میں آئے تو ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے متعلق فرمایا تھا کہ خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ خدا آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپؐ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور وہ تمام اخلاق جو دنیا سے معدوم ہو چکے ہیں ان پر عامل ہیں، مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں، سچی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ (بخاری باب کیف کان بدء الوحی من رسول اللہ ﷺ)

عرب کیا ساری دنیا میں عورتوں کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا تھا۔ آپؐ اس کمزور اور ناتواں وجود کے لئے سہارا بنے۔ وہ جسے زندہ گاڑ دیا جاتا تھا اور مردوں کے لئے گالی سمجھا جاتا تھا اسے مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے مواقع میسر آئے۔ وراثت میں حصہ دیا جانے لگا اور عورت عزت کی نگاہ سے دیکھی جانے لگی۔ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن! جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں، جب دنیا میں تُو آتی تھی
رحمت عالمؐ آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے
تُو بھی انساں کہلاتی ہے، سب حق تیرے دلواتا ہے

ایک بچہ رو رہا ہے اس کے آقا نے اسے بازار سے کچھ چیزیں لینے کے لئے بھیجا تھا وہ رقم گنوا بیٹھا ہے محسن عالمؐ کا وہاں سے گزر ہوتا ہے پوچھتے ہیں کہ کیا ہوا جب اس نے قصہ سنایا تو آپؐ کے پاس کچھ رقم تھی وہ اس کو دی اور کہا کہ جاؤ وہ چیزیں لے جاؤ وہ پھر رو پڑا کہ میں دیر سے آیا ہوا ہوں اس کی وجہ سے بھی مار پڑے گی۔ رحمتِ عالمؐ اس کے ساتھ چل پڑتے ہیں گھر والے محسن انسانیت کو دیکھ اپنی قسمت پر ناز کرتے ہیں اور اس وجہ سے کہ حضورؐ ہمارے گھر آئے ہیں غلام کو آزاد کر دیتے ہیں آپؐ خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو تھوڑی سی رقم سے کتنا فائدہ ہوا۔ کپڑے بھی ملے اور غلام بھی آزاد ہو گیا۔

جانوروں سے بھی آپؐ نے احسان کا ہی سلوک روا رکھا چنانچہ جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے تیز چھری کے استعمال کی تلقین فرمائی۔ کسی نے ایک چڑیا کے انڈے اٹھا لئے۔ آپؐ نے بے چین چڑیا کو دیکھ کر فرمایا کہ اس کے انڈے یا بچے کس نے اٹھائے ہیں وہ اس کو واپس کر دے۔ ایک اونٹ کے مالک کو کہا کہ تم اپنے اونٹ سے اچھا سلوک نہیں کرتے اپنے جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آیا کرو۔

دشمنوں کے ساتھ بھی آپ نے نہ صرف عفو کا معاملہ کیا بلکہ احسان کے ساتھ سلوک فرماتے رہے جس کی بے شمار مثالیں تاریخ میں بکھری پڑی ہیں۔ طائف کے خون آشام سفر میں جب آپؐ زخموں سے لہولہان تھے اور فرشتے نے اس علاقے پر عذاب نازل کرنے کی دعا کی تحریک بھی کی لیکن رحمت مجسم ﷺ نے یہی دعا کی اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِىْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ کہ اے میرے مولا! میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ جانتے نہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کے لئے نکلے جب رسول اللہ ﷺ لوٹے تو وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ لوٹے۔ آپ ﷺ کو ایک وادی میں جس میں کثرت سے ببول کے درخت تھے۔ دوپہر آگئی۔ رسول اللہ ﷺ اُتر پڑے اور لوگ اِدھر اُدھر بکھر کر درختوں کے سائے میں چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ببول کے درخت کے نیچے ڈیرہ لگایا اور اپنی تلوار اس سے لٹکا دی اور ہم تھوڑی دیر کے لئے سو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں بلا رہے ہیں۔ فرمایا اس بدوی شخص نے میری تلوار مجھ پر سونت لی جبکہ میں سو رہا تھا۔ میں جاگ اٹھا اور وہ تلوار اس کے ہاتھ میں ننگی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا میں نے تین بار کہا اللہ۔

اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ آپ ﷺ نے اس بدوی کو سزا نہ دی اور وہ بیٹھ گیا۔(صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر)

آنحضرتؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ مکہ سے مدینہ کے سفر میں تھیں۔ آپؓ ایک اونٹ پر سوار تھیں۔ راستے میں ایک مشرک اور مکفر ہبار بن الاسود نے آپؓ پر حملہ کر دیا۔حضرت زینبؓ کی بجائے ان کا اونٹ زخمی ہوگیا۔ اونٹ سے گر کر صاحبزادی زینبؓ کا حمل ساقط ہوگیا۔ مدینہ پہنچ کر اسی صدمے سے ان کی وفات ہوگئی۔ فتح مکہ کے موقع پر ہبار نے بھی اسلام قبول کرلیا۔حضور نے اس کو اپنی بیٹی کا خون معاف کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے کسی سے قرض لیا وہ میعاد سے ایک دن قبل ہی مطالبہ کے لئے آ گیا اور مطالبہ میں شدت میں اس حد تک پہنچ گیا کہ آپؐ کے گلے میں چادر ڈال کر کھینچنے لگا۔ اتنے میں حضرت عمرؓ وہاں سے گزرے اور انہوں نے آپؐ کو بچایا اور اس کو ڈانٹنے لگے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ سختی نہ کرو۔ بلکہ تمہیں چاہئے تھا کہ اسے حسن مطالبہ اور مجھے حسن ادائیگی کی تحریک کرتے۔ یہ حسن واحسان کی تعلیم ہے جو دلوں کے زنگ اُتارتی اور نفرتوں کو ختم کرتی اور محبتیں بڑھاتی ہے۔ محسن انسانیت اور سراپا رحمت سرور کونین ﷺ کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آل واصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا وہ مربی اور نفع رسان کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست پر لایا، وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھوڑایا وہ نور اور نور افشان کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مردوں کو زندگی کا پانی پلایا وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے امت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا وہ حلیم اور بےنفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا وہ کامل موحد اور بحر عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا وہ معجزہ قدرت رحمن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا۔(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد1 صفحہ 17)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی۔ (النحل:91) کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ہمدردی بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ اُن سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔ اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اُس کی آزار کی عوض میں تُو اس کو راحت پہنچاوے اور مروّت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔ پھر بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجالاوے اس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدّعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت وقرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پاجائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلّف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکر گزاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 552-551)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قرآن شریف نے جس قدر والدین اور اولاد اور دیگر اقارب اور مساکین کے حقوق بیان کئے ہیں مَیں نہیں خیال کرتا کہ وہ حقوق کسی اور کتاب میں لکھے گئے ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا (النساء:37) تم خدا کی پرستش کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھہراؤ، اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور اُن سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں۔(اس فقرہ میں اولاد اور بھائی اور قریب اور دور کے تمام رشتے دار آ گئے)اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور جو ایسے ہمسایہ ہوں جو قرابت والے بھی ہوں اور ایسے ہمسایہ ہوں جو محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیق بھی جو کسی کام میں شریک ہوں یا کسی سفر میں شریک ہوں یا نماز میں شریک ہوں یا علمِ دین حاصل کرنے میں شریک ہوں اور وہ لوگ جو مسافر ہیں اور وہ تمام جاندار جو تمہارے قبضہ میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا ہو، جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا“۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد23 صفحہ208)

بعض دفعہ بعض ایسے رشتہ دار بھی ہوتے ہیں، ہمسائے بھی ہوتے ہیں، جن پر جتنا چاہے حسن سلوک کرو جب بھی موقع ملے نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے۔ ان کی سرشت میں ہی نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں اسلامی تعلیم پیش کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں وہ توڑتے ہیں۔ میں احسان کرتا ہوں وہ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میرے نرمی اور حلم کے سلوک کا جواب وہ زیادتی اور جہالت سے دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا ہی کرتے ہیں جیسا تم نے بیان کیا تو

تم گویا ان کے منہ پر خاک ڈال رہے ہو (یعنی ان پر احسان کرکے ان کو ایسا شرمسار کرکے رکھ دیا ہے کہ وہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے) اور اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک مددگار فرشتہ اس وقت تک مقرر رہے گا جب تک تم اپنے حسن سلوک کے اس نمونہ پر قائم رہو گے۔ (مسند احمد جلد2 صفحہ300 مطبوعہ بیروت)

پھر حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ دوسروں کی تکلیف کی پیروی کرنے والے نہ بنو۔ اس طرح نہ سوچو کہ لوگ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ اور اگر وہ ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے۔ بلکہ اپنے آپ کو اس بات پر قائم کرو کہ لوگ تم سے اچھا سلوک کریں گے تو تم بھی ان سے اچھا سلوک کروگے۔ اور اگر بُرا برتاؤ کریں گے تو پھر بھی تم ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کروگے، بلکہ نیکی کروگے۔ تو یہ آج کل احمدی کا ہی طرۂ امتیاز ہے کہ باوجود سختیوں کے اور تنگیوں کے اپنے ہمسایوں کے لئے دل میں درد رکھتے ہیں۔ کہیں ضرورت پیش آجائے ان کی خدمت کے لئے فوری طور پر اپنے آپ کو پیش کردیتے ہیں۔ ہروقت اسی بات پر کمر بستہ رہتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جنوری 2004ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اپنے محسن کے ساتھ باحسان پیش آنے کی تاکید جس قدر قرآن شریف میں ہے اور کسی کتاب میں اس کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی۔ (النحل:91) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ اصْطَنَعَ اِلَیْکُمْ مَعْرُوْفًا فَجَازُوْہُ فَاِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ مُجَازَاتِہٖ فَادْعُوْا لَہٗ حَتّٰی یَعْلَمَ اَنَّکُمْ قَدْ شَکَرْتُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ یُّحِبُّ الشَّاکِرِیْنَ۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد1 صفحہ 142)

حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی تم پر احسان کرے تو تم اس کو اس کا بدلہ دو اگر تم اس کو بدلہ دینے سے عاجز ہو تو اس کے لئے دعا کرو۔ یہاں تک کہ اس کے احسان کا شکر ادا ہوجائے اور یاد رکھو کہ اللہ شکر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ، قرآن کریم اور اسلام کا احسان نہ صرف امت پر بلکہ دوسروں پر بھی بلکہ اس بڑھ کہ اپنے سے پہلی امتوں پر بھی احسان عظیم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں اور سچ کہنے سے کسی حالت میں رک نہیں سکتے کہ اگر آنحضرت ﷺ آئے نہ ہوتے اور قرآن شریف جس کی تاثیریں ہمارے ائمہ اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں، نازل نہ ہوا ہوتا۔ تو ہمارے لئے یہ امر بڑا ہی مشکل ہوتا کہ جو ہم فقط بائبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کرسکتے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ اور دوسرے گزشتہ نبی فی الحقیقت اسی پاک اور مقدس جماعت میں سے ہیں جن کو خدا نے اپنے لطف خاص سے اپنی رسالت کے لئے چن لیا ہے۔ یہ ہم کو فرقان مجید کا احسان ماننا چاہئے جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ میں آپ دکھلائی اور پھر اس کامل روشنی سے گزشتہ نبیوں کی صداقتیں بھی ہم پر ظاہر کردیں۔ اور یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لے کر مسیحؑ تک ان تمام نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گزر چکے۔ اور ہر یک رسول اس عالی جناب کا ممنون منت ہے جس کو خدا نے وہ کامل اور مقدس کتاب عنایت کی جس کی کامل تاثیروں کی برکت سے سب صداقتیں ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔ جن سے ان نبیوں کی نبوت پر یقین کرنے کے لئے ایک راستہ کھلتا ہے اور ان کی نبوتیں شکوک اور شبہات سے محفوظ رہتی ہیں۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد1 صفحہ 290)

پھر فرمایا کہ ”جو شخص قرابت داروں سے حسن سلوک نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے“۔

(کشتی نوح صفحہ 17)

اسلام کی اسی حسن و احسان کی تعلیم کے پیش نظر اسلامی تقویم کے سال کے چھٹے مہینے کا نام احسان رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حسین تعلیم پر عمل کرنے اور پرامن معاشرہ تشکیل دینے کی توفیق سعید عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: یا حیّ یا قیوم از صفحہ 16

نہیں؟ میرے خیال میں ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی سچے ایمان والا ہرگز نہیں کرے گا جبکہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے“۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد14 صفحہ 259، 260)

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

حضرت مصلح موعودؓ احباب جماعت کو مجسم دعا بننے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”روحانی جماعتوں کی ترقی محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل دعاؤں سے نازل ہوتے ہیں۔ پس باجماعت نمازیں ادا کرنے کی عادت ڈالو۔ دعائیں مانگو اور اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی خشیت پیدا کرو تا تمہارے قلب پر اللہ تعالیٰ کا عشق ایسا غالب آجائے کہ تم مجسم دعا بن جاؤ۔ تم نماز پڑھ رہے ہو تو دعا مانگ رہے ہو۔ کام کر رہے ہو تو دعا مانگ رہے ہو۔ سفر کر رہے ہو تو دعا مانگ رہے ہو۔ سفر سے واپس آرہے ہو تو دعا مانگ رہے ہو۔ غرض اس قدر دعائیں کرو کہ خدا اپنے فرشتوں سے کہے کہ میرا یہ بندہ تو مجسم سوال بن گیا ہے۔ اب ہمیں شرم آتی ہے کہ اس کے سوال کو ردّ کریں اور وہ سوال جو خدا تعالیٰ کی درگاہ سے کبھی ردّ نہیں ہوتا۔ مجسم سوال بن جانے والے کا ہی سوال ہوتا ہے۔ اس کا اپنا وجود مٹ جاتا ہے اور وہ سوال ہی سوال بن جاتا ہے۔

پس دعائیں کرو اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو تا خدا ان بلاؤں اور ابتلاؤں سے جو درمیانی عرصہ میں آنے ضروری ہیں ہماری جماعت کو محفوظ رکھے اور اپنے فضل و رحم سے ایمان اور یقین کے ہم پر وہ دروازے کھول دے جو انبیاء کے بھیجنے کا اصل مقصود ہوتے ہیں“۔ (الفضل 8 فروری 1941ء، بحوالہ دعائے مستجاب، صفحہ 110)

پیشہ ہے رونا ہمارا پیشِ ربّ ذوالمنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

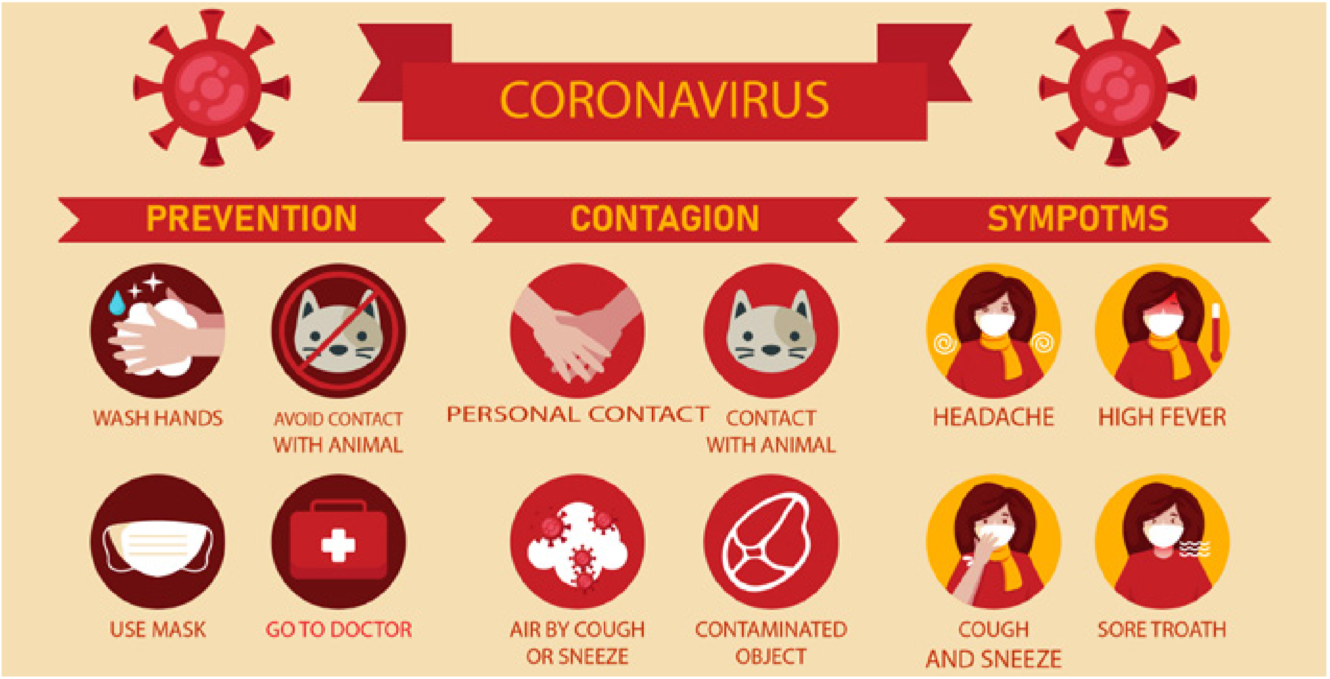

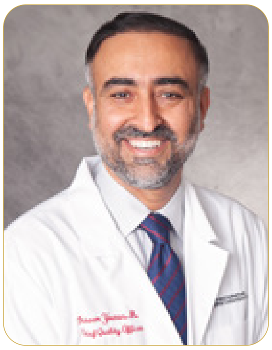

کورونا وائرس

توہّمات اور حقیقت

پروفیسر ڈاکٹر فہیم یونس صاحب۔ امریکہ

یونیورسٹی آف میری لینڈ کے Upper Chesapeake System میں بطور سربراہ شعبہ متعدّی امراض کام کرنے والے منکسرالمزاج ایسوسی ایٹ پروفیسر محترم ڈاکٹر فہیم یونس صاحب سے محض مل کر اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ آپ اس اعلیٰ سطح کے ماہر اور حاذق طبیب و محقق ہیں۔ آپ ہسپتال کے چیف کوالٹی کنٹرول آفیسر بھی ہیں۔ اپنی ان ذمہ داریوں کے ساتھ نظام جماعت کے ساتھ بھی پوری طرح منسلک ہیں، آپ مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصاراللہ امریکہ کے بے حد مقبول و ہردلعزیز صدر رہ چکے ہیں اور اس وقت نائب امیر جماعت ہائے امریکہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ہر سال جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر آپ کی تقریر انتہائی دلچسپی اور اہتمام سے سنی جاتی ہے۔ موصوف نے خاص طور پر ان ایام بلا کے دوران اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود ہماری درخواست پر نہایت مفید اور حقائق پر مشتمل یہ مضمون تحریر کیا ہے جسے افادۂ عام کے لئے سپرد اشاعت کیا جارہا ہے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

کورونا وائرس ایک ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا، یہ اب ہماری روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکی ہے۔ اس لئے ہمیں اِس حقیقت کو مان کر زندگی گزارنا سیکھ لینا چاہیے۔ اس کورونا کی وجہ سے احتیاط تو ضرور کریں مگر خوف کا شکار نہ ہوں۔ میں کثرت سے موصول ہونے والے اُن ٹیکسٹ میسیجز، واٹس اپ اور فون کالز کا ساتھ ساتھ جواب دینے کے قابل نہ رہا تھا جو دوستوں، رشتہ داروں اور ممبران احمدیہ مسلم کمیونٹی کی طرف سے لگاتار موصول ہو رہے تھے اور کام کی طرف سے بھی، کیونکہ ہر شخص فکرمند تھا۔ اِتنی بڑی تعداد میں سوالوں کے فرداً فرداً جوابات دینے کے قابل نہ رہا۔ جبکہ ان میں سے بہت سے سوالوں کا حقیقت سے بھی کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔ تو ایسے میں میری بیٹی نے کہا کہ ’’بابا آپ اس کے بارہ میں ٹوئٹ کریں کیونکہ بہت سارے لوگ ٹوئٹر پر ہوتے ہیں‘‘۔ تو اس طرح سے میں نے ان توہّمات کے بارہ میں ٹویٹ کرنا شروع کردیا جس سے مجھے دنیا بھر سے ریسپانس ملے۔ اس سے مجھے احساس ہوا کہ یہ ایک خدمت ہے۔ میرے خیال میں اَور بھی بہت سے لوگوں کو اس قسم کے سوالوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہوگا۔

چند ماہ سے میڈیا پر سارے لوگ ہی گرم مہینوں کی بات کر رہے تھے کہ گرمی آئے گی تو یہ وائرس چلا جائے گا۔ مگر میں تو کہتا ہوں کہ یہ محض خوش فہمی تھی۔ لیکن پھر اس کے ہفتہ بعد فرانس سے آئبوپروفن کا قصہ نکل آیا۔ اور پھر ای این ٹی سوسائٹی (امراض کان، ناک، گلا کے ماہرین)

سے تعلق رکھنے والے ایک برطانوی ڈاکٹر نے بات کی کہ سونگھنے کی حِس متاثر ہوسکتی ہے۔ گویا سونگھنے کی حس ختم ہوئی تو سمجھو کووِڈ ہوگیا ہے۔ ایسی بھی کوئی بات نہ تھی کیونکہ میرے خاندان میں ایسے لوگ ہیں جو کئی سالوں سے سونگھنے کی حس سے محروم ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ اس خوف سے ہی مرجائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ (توہمات) میڈیا کے ذریعہ پھیلتے ہیں۔ جہاں تک کورونا وائرس کے بارہ میں حقائق کا تعلق ہے تو عرض ہے کہ میں بیس سال سے وائرس کی بیماریوں پر کام کر رہا ہوں، یہ وائرس اس طرح نہیں پھیلتے۔ میں اپنے اس تجربہ کی روشنی میں کہتا ہوں یہ غلط نہ ہوگا کہ سوشل میڈیا کے زمانے میں افواہیں کورونا وائرس سے زیادہ تیزی سے پھیلتی ہیں۔

- ہمیں ممکنہ طور پر کورونا کے ساتھ مہینوں یا سالوں تک رہنا ہوگا۔ اس لیے آئیں اور اس کو قبول کریں۔ ہمیں احتیاط کی ضرورت ہے، خوف کی نہیں صرف اس حقیقت کو مان کر زندگی گذارنا سیکھنا ہے۔
- کورونا وائرس سانس کے راستے سے ہوتا ہوا ہمارے خلیوں میں داخل ہوجاتا ہے۔ اس لئے گرم پانی پینے سے کچھ نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ آپ بار بار پیشاب کرنے کو دوڑیں۔
- ہاتھ دھونا اور دو میٹر کا فاصلہ رکھنا ہی بہترین بچاؤ کا طریقہ ہے۔
- اگر آپ کے گھر میں کورونا کا مریض نہیں ہے تو گھر کے فرش کو جراثیم کش محلول سے دھونے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ عمومی صفائی کافی ہے۔
- ڈیلیوری کے باکس، پیٹرول پمپس، شاپنگ کی ٹرالیاں اور اے ٹی ایم سے ابھی تک کسی کو انفکیشن نہیں ہوئی۔ اپنے ہاتھ دھوئیں اور روزمرہ کی زندگی سے خوفزدہ نہ ہوں۔
- کورونا خوراک سے پھیلنے والی بیماری بھی نہیں ہے۔ یہ فلو کے قطروں سے پھیلنے جیسی بیماری ہے۔ ابھی تک ہوم ڈیلیوری کھانا آرڈر کرنے سے کورونا پھیلنے کا کوئی خطرہ ثابت نہیں ہوا۔
- آپ کی سونگھنے کی حس کسی بھی الرجی یا وائرل انفکیشن سے متاثر ہوسکتی ہے گو کہ کورونا کے مریضوں کی سونگھنے کی حس متاثر ہوسکتی ہے لیکن یہ صرف کورونا کی علامت نہیں ہے۔
- جب آپ گھر پہنچیں تو آپ کو فوری طور پر کپڑے بدلنے یا شاور لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ صفائی ایک بہترین چیز ہے، مگر بدحواسی اچھی نہیں۔
- آپ باغ یا پارک میں سیر کر سکتے ہیں۔ بس دوسروں سے فاصلہ رکھنے کی احتیاط جاری رکھیں۔ ماسک پہنیں جب گھر سے نکلیں۔
- عام صابن کا استعمال کافی ہے۔ اس کے لیے اینٹی بیکٹریل صابن کی ضرورت نہیں۔ کورونا وائرس ہے، بیکٹریا نہیں ہے۔
- اپنے ہوم ڈیلیوری کھانے کے متعلق پریشان نہ ہوں۔ زیادہ فکر ہو تو مائکرو ویو میں گرم کرلیں۔
- اپنے جوتوں کے ساتھ کورونا وائرس کا گھر میں آنے کا چانس اتنا ہی ہے جتنا آسمانی بجلی کے آپ پر گرنے کا، وہ بھی ایک ہی دن میں دو بار۔
- آپ سِرکے، گنّے کے جوس، یا ادرک کے پانی کے استعمال سے وائرس سے نہیں بچ سکتے۔ تحقیق سے ابھی ایسی کوئی بات ثابت نہیں۔
- ماسک صرف اس وقت استعمال کریں جب آپ گھر سے باہر ہوں۔ ماسک پہننے کا اصل مقصد دوسروں کو خود سے محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ جب ہم کھانستے ہیں تو ہمارے مونہہ سے تین ہزار کے لگ بھگ بلبلے خارج ہوتے ہیں جن میں وائرس موجود ہوسکتا ہے۔ اور جب ہم چھینکتے ہیں تو چالیس ہزار بلبلے خارج کرتے ہیں جو چھ فٹ بلکہ اس سے بھی دور اڑ کر پہنچ جاتے ہیں۔
- گھر سے باہر دستانوں کا استعمال اچھا آئیڈیا نہیں ہے۔ الٹا وائرس دستانوں کی سطح پر جمع ہو جاتے ہیں، اور اگر غلطی سے ہاتھ منہ کو لگ جائے تو بیماری پھیلنے کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ صرف ہاتھ دھونے والی احتیاط ہی کو اپنایا جائے۔
- ساٹھ سال یا اس سے بڑی عمر کے افراد اور بیمار یا کمزور قوت مدافعت رکھنے والے افراد کے لئے ہروقت کورونا ٹیسٹ میسر ہونے چاہئیں۔ اس کے ساتھ ہی انہیں یہ سمجھانا بھی ضروری ہے کہ ٹیسٹ مثبت آنے پر انہیں اپنے گھر ہی میں قرنطینہ میں رہنا ہوگا اور ان کے ملنے جلنے والے سب لوگوں کا بھی ٹیسٹ ہوگا۔ اسی طرح اس کے پھیلاؤ کو روکا جاسکتا ہے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ ٹیسٹ کرانا کیوں ضروری ہے تو اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے بارش ہوتی چونکہ نظر آتی ہے اس لیے آپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ بارش ہے، تب آپ چھتری تان لیتے ہیں۔ لیکن وائرس خالی آنکھ سے نظر نہیں آتا، اس کا پتہ ٹیسٹ سے ہی چلتا ہے تو متاثرہ شخص کی نشاندہی کرنا اور دوسروں کو اس وائرس سے محفوظ رکھنے کے لیے ٹیسٹ کرنا بڑا ضروری ہے۔ اس وائرس کی تو بارش نہیں بلکہ ژالہ باری ہو رہی ہے۔

کیا کورونا وبا کی دوسری لہر بھی آسکتی ہے؟ یقیناً، ایسا ہونا بعید از قیاس نہیں۔ وبائیں عموماً پورا ''ٹورنامنٹ'' کھیلا کرتی ہیں نہ کہ ایک میچ! موجودہ لہر کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ چھ ماہ جاری رہتی ہے یا دو سال۔ تاہم اتنا ضرور ہے کہ عوام کی تربیت ہوگئی ہے کہ کس طرح مکمل یا جزوی لاک ڈاؤن کیا جاتا ہے، احتیاطی تدابیر پر عمل کتنا ضروری ہے، وغیرہ۔

اسی طرح شعبہ صحت سے تعلق رکھنے والوں کی معلومات میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ساتھ مختلف ادویات آزمائی جارہی ہیں، ویکسین پر بھی کام جاری ہے تو ان سب باتوں کی بدولت ہم اس وبا کی دوسری لہر سے نبٹنے کے لیے بہتر کارکردگی دکھانے کے قابل ہوچکے ہوں گے۔

یہ احتیاطی تدابیر روزمرہ کی زندگی کے لئے ہیں۔ ڈاکٹر، نرس اور وہ احباب جو کسی کورونا کے مریض کی تیمارداری کر رہے ہیں انہیں یقیناً اس سے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور یہ ایک مختلف موضوع ہے جس کے بارہ میں طبی جریدوں میں معلومات کثرت سے شائع ہوتی رہتی ہیں۔

سوشل میڈیا پر شیئر کئے جانے والے ٹوٹکوں کی کوئی سائنسی حقیقت نہیں۔ اب بے مقصد ٹوٹکوں پر وقت ضائع

کرنے کی بجائے میرا تو ایمان ہے کہ ہومیوپیتھی دوائیاں جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے بے حد پدرانہ شفقت سے تجویز فرمائی ہیں، استعمال کرنی چاہئیں۔ خلیفۂ وقت کی دعا بھی اور دوا بھی! بہرحال فائدہ مند ہے۔

خاکسار نے جب کورونا کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات سُنے تو بے اختیار دل میں محبت اور چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ حضور انور ایدہ اللہ کی ہدایات، ہاتھ دھونے اور ہاتھ نہ ملانے سے متعلق اتنی سائنسی تھیں کہ میرے علم کے مطابق تو کسی بھی مذہبی رہنما نے اس وقت تک اتنی مدلّل بات نہیں کی تھی۔ امریکہ میں کئی پادری اس بات پر راضی نہ تھے کہ عبادات کو چرچ میں معطل کر دیا جائے مگر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس روحانی بصیرت سے جو خدائے باری تعالیٰ اپنے نمائندوں کو ہمیشہ سے عطا کرتا چلا آیا ہے۔ اس معاملے میں بھی ہماری بروقت رہنمائی فرمادی۔

ایک جماعت جس نے ہر طرح کے ابتلاء میں اپنے خلفاء کے پیچھے چلتے ہوئے دعاؤں سے کامیابی حاصل کی ہو۔ اس جماعت کے لئے یہ تو کوئی نئی بات نہیں۔ آیئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی اطاعت میں دعاؤں کے ساتھ اس امتحان سے گذرتے چلیں تا کہ سالوں بعد ہمارے پاس اپنے بچوں کو سُنانے کے لئے یہ ایمان افروز واقعات ہوں کہ جب دنیا افراتفری میں مبتلا تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کا عمل کیا تھا۔

آیئے ہم ان باتوں کو سمجھ کر اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کورونا وائرس کے متعلق ہدایات پر عمل کر کے اپنی روزمرہ زندگی کو پُرسکون اور توہمات سے پاک کر کے گزارنے والے بنیں۔

خاکسار ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی کا بھی بے حد ممنون ہے جنہوں نے نہ صرف اس مضمون کی افادیت کے بارے میں سوچا بلکہ اپنا بہت سا وقت بھی اس کی کمپوزنگ میں صرف کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس خدمت کی بہترین جزاء عطا فرمائے، آمین۔ یہ سب خلافت احمدیہ کی جیتی جاگتی برکات ہیں۔

جماعت احمدیہ جرمنی کا مرکزی جلسہ یوم خلافت

مؤرخہ 27 مئی 2020ء کو شام سات بجے بیت السبوح فرانکفرٹ میں یوم خلافت کے موقع پر ایک خصوصی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی یہ کارروائی ایم ٹی اے کی یوٹیوب لائیو سٹریم پر اردو اور جرمن زبانوں میں بیک وقت نشر کی گئی۔ اس طرح سے احباب جماعت جرمنی نے اس جلسہ میں اپنے اپنے گھروں پہ رہتے ہوئے شرکت کی۔ یاد رہے کہ ان دنوں کورونا وائرس کی وجہ سے ہر قسم کے اجتماعات پر پابندی کی وجہ سے یہ خصوصی انتظام کیا گیا تھا، اس طریق پر جرمنی میں پہلی بار جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔

اس جلسہ کا آغاز مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج کی صدارت میں مکرم حافظ طارق احمد چیمہ صاحب کی تلاوت سے ہوا، موصوف نے سورہ نور کی ابتدائی آیات جن میں خلافت کے قیام کا ذکر ہے، پیش فرمائیں۔ اس کے بعد صدر اجلاس نے اس جلسہ کی خصوصی نوعیت کے بارہ میں چند تعارفی کلمات کہنے کے بعد مکرم مرتضی منان صاحب، مربی سلسلہ اور مکرم حماد احمد صاحب واقف زندگی نے ترانہ ”خلافت کے امیں ہم ہیں، امانت ہم سنبھالیں گے“ پیش کیا۔ اس کے بعد مبلغ انچارج مکرم مولانا صداقت احمد صاحب نے جلسہ سے اردو میں خطاب کیا۔ موصوف نے خلافت کے قیام، اہمیت اور برکات کا اجمالی رنگ میں تذکرہ کیا۔ اس کے بعد مکرم سعید گیسلر صاحب نے جرمن زبان میں خلافت کی اہمیت و برکات کے موضوع پر تقریر کی۔ اس دوران امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب جو ٹریفک جام کی وجہ سے بروقت نہ پہنچ سکے تھے، تشریف لے آئے اور جلسہ کی صدارت سنبھالی۔ گیسلر صاحب کی تقریر کے بعد محترم امیر صاحب نے چند تعارفی کلمات فرماتے ہوئے بتایا کہ ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اعلان کیا کہ اس وقت اُس تاریخی عہد کی ویڈیو دکھائی جائے گی جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر لندن میں منعقد ہونے والے مرکزی جلسہ میں دنیا بھر کے احمدیوں سے لیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے انچارج مکرم اطہر زبیر صاحب کو تقریر کے لئے دعوت دی جنہوں نے سلیس اردو میں تقریر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی قبولیت کے نہایت ایمان افروز واقعات دلنشین انداز میں بیان کئے۔ پھر مربی سلسلہ نورالدین اشرف صاحب نے اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ ترانہ ”خلیفہ دل ہمارا ہے، خلافت زندگانی ہے“ پیش کیا۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے جرمن زبان میں صدارتی خطاب کیا اور سامعین و ناظرین کو خلافت کی اہمیت سمجھائی اور بتایا کہ کس طرح ہم اس کی برکات سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ نیز آپ نے اس بارہ میں افراد جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی یاددہانی کرائی۔ سات بجے شام شروع ہونے والا یہ جلسہ ٹھیک نو بجے بعد دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

شعبہ تربیت اور ایم ٹی اے جرمنی نے اس پروگرام کا انتظام کیا تھا، ان شعبوں کی رپورٹس کے مطابق مجموعی طور پر چالیس ہزار سے زائد احباب جماعت نے اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہوئے اس جلسہ میں شرکت کی، الحمدللہ۔ (نامہ نگار خصوصی اخبار احمدیہ جرمنی)

مارشل لاء

ادیب شہیر جناب صدیق سالک رقمطراز ہیں:

مارشل لاء پاکستان جیسے ملک کے لئے بہت اچھی چیز ہے۔ اس کے استعمال سے وقتاً فوقتاً پتہ چلتا رہتا ہے کہ یہاں ایک مارشل ریس (Martial Race) بستی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض کمزور دل قومیں مارشل لاء کے نام سے کانپ اٹھتی ہیں کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ وہ اس کی متحمل نہیں ہوسکتیں لیکن ہم اس بوجھ کو بوجھ نہیں بلکہ احسان سمجھ کر بار بار اٹھاتے ہیں اور اس عنایت کے لئے ہمیشہ زیر بار رہتے ہیں۔

مارشل لاء ایک ایسا مہمان ہے جو کبھی بن بلائے نہیں آتا۔ کبھی حالات شور مچا مچا کر اسے آواز دیتے ہیں اور کبھی بااثر لوگ اسے ٹیلی فون کرتے ہیں۔ لیکن یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ یہ مہمان در و دیوار سے پوری طرح مانوس بھی نہیں ہو پاتا کہ اسے بستر گول کرنے کو کہا جاتا ہے۔ یہ سراسر مہمان کی ناقدری ہے۔ ناقدری کرنے والوں کا کہنا ہے کہ مہمان بطور مہمان ہی قابلِ احترام ہوتا ہے۔ جب وہ گھر کا مالک بننا چاہے تو خود بخود احترام کھو بیٹھتا ہے۔

نکتہ چین یہ بھول جاتے ہیں کہ مارشل لاء ملکی قانون کا بے حد احترام کرتا ہے اور جس طرح بعض شریر بچے ماسٹر صاحب کو کلاس روم میں دیکھ کر اندر داخل نہیں ہوتے اسی طرح جب تک ملک کا نارمل لاء چلتا رہتا ہے مارشل لاء اپنے کچھار میں بند رہتا ہے۔ لیکن جب نارمل لاء بیٹھ جاتا ہے تو مارشل لاء اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس میں مارشل لاء کا کیا قصور؟

مارشل لاء عوام کا حد درجہ خیر خواہ ہوتا ہے۔ وہ آتے ہی عوام کی تمام ذمہ داریاں اور فرائض خود سنبھال لیتا ہے پھر انہیں اپنے بارے میں کسی قسم کی سوچ بچار کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ مارشل لاء ہی ان کی جانب سے سوچ سمجھ کر فیصلہ کر دیتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں یا ان کا مفاد کس چیز میں ہے۔ آپ نے کئی ہنرمند، باسلیقہ اور خیرخواہ مہمان خواتین دیکھی ہوں گی جو گھر میں داخل ہوتے ہی گھر والی کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر خود باورچی خانے کا کنٹرول سنبھال لیتی ہیں اور مرضی کے کھانے پکانے لگتی ہیں اور ضرورت پڑنے پر خاتونِ خانہ کو آواز دے کر پوچھ لیتی ہیں کہ نمک، مرچ کہاں رکھا ہے یا گرم مصالحہ کس ڈبے میں ہے۔

مارشل لاء پر یہ الزام بھی سراسر بے بنیاد ہے کہ وہ آتے ہی شہریوں کی آزادیاں سلب کر لیتا ہے، ہرگز نہیں، مارشل لاء کے دَور میں ہر قسم کی آزادی صحیح و سالم رہتی ہے۔ البتہ بدخواہوں کے ڈر سے وہ اپنی عصمت سمیت حاکموں کے حرم میں پناہ لے لیتی ہے جو آزادی کی ہر طرح حفاظت کرنے میں پوری طرح آزاد ہوتے ہیں۔

مارشل لاء میں تحریر و تقریر کی بھی کھلی چھٹی ہوتی ہے۔ ہر فرد، ہر ادارہ اور ہر اخبار پوری طرح آزاد ہوتا ہے وہ جب اور جس طرح چاہے حکومت کی تعریف و تنقید کر سکتا ہے۔ مثلاً وہ مثبت تنقید پیش کرتے ہوئے کوئی مشورہ دے سکتا ہے کہ

مارشل لاء بہت کمزور ہے اسے مزید سخت ہونا چاہیے اور کسی بھی جرم کی سزا عمر قید سے کم نہیں ہونی چاہیے۔

عوام کو اپنے ہاتھ بچانے کے لئے مارشل لاء کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہئیں۔

مارشل لاء کے استحکام کے لئے مارشل لاء انتظامیہ عوام کا تعاون حاصل کرے۔

عوام کو خشک ساحل پر بیٹھ کر تیراکی سیکھنے کا موقع دیا جائے تا کہ اگر کبھی انہیں دریائے انتخاب میں دامن تر کرنے کی اجازت دی جائے تو وہ ڈوب نہ جائیں وغیرہ۔

مارشل لاء جیسی ارفع و اعلیٰ شئے کو بعض لوگ کیڑے مار دوا کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں اور شروع شروع میں اسے گندی نالیوں اور حلوائی کی دُکانوں پر چھڑکتے ہیں تا کہ مچھر اور مکھیاں آسانی سے رحلت فرما سکیں۔ جب ان ظاہرہ کیڑے مکوڑوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے تو مارشل لاء معاشرے کے جراثیم ختم کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس کام میں دیر ہو جائے تو یہ خود ان جراثیم کا شکار ہو جاتا ہے۔ بعض ڈاکٹر صفت لوگوں کا کہنا ہے کہ جس طرح عام دوائیوں پر تاریخ ساخت کے ساتھ میعادِ استعمال بھی درج ہوتی ہے اسی طرح مارشل لاء پر بھی Expiry Date درج ہوتی ہے جو بہت کم لوگوں کو نظر آتی ہے۔ انہی دانا لوگوں کا خیال ہے کہ مارشل لاء سے صحیح اثر لینے کے لئے اسے مقررہ میعاد کے اندر اندر استعمال کر لینا چاہیے اور ڈاکٹر کی مقرر کردہ خوراک (Dose) سے ہرگز تجاوز نہیں کرنا چاہیے ورنہ فائدے کی بجائے نقصان کا اندیشہ ہے۔ مارشل لاء قوم کی صحت کے لئے مفید ہوتا ہے۔ یہ جتنی دیر قائم رہتا ہے قوم کو ہر آفت سے بے نیاز کر دیتا ہے بلکہ اس کے زیرِ اثر چھوٹے چھوٹے افسر راتوں رات بڑے ہو کر کارہائے نمایاں انجام دینے لگتے ہیں۔

مارشل لاء کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے دوران سول اور ملٹری کے درمیان تعلقات بہتر ہو جاتے ہیں وہ دونوں باہمی تعاون سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ سویلین حضرات فوج سے احساس وقت (Sense of Timing) اور منظم ایکشن کی تربیت پاتے ہیں۔ جبکہ فوج والے یہ راز پاتے ہیں کہ دنیا میں لیفٹ رائٹ کے علاوہ بھی کشش کے کئی عنوان ہیں۔۔۔ یعنی ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں جن سے آج تک وہ نا آشنا رہے ہیں۔ اس باہمی تجربے اور تعاون کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سویلین فوج کی نوکری اور فوجی سول کی نوکری کو رشک کی نگاہوں سے دیکھنے لگتے ہیں۔۔۔ ایک دوسرے کے لئے یہ کشش پیدا کرنا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے۔

(تادمِ تحریر صفحہ 21-24)

Hanau

نیشنل سیکریٹری امور خارجیہ جرمنی

سال نَو کے استقبالیہ پروگرام

جماعت جرمنی اپنے تنظیمی ڈھانچہ کے لحاظ سے بعض خصوصیات رکھتی ہے جن میں دو بہت نمایاں ہیں۔ اول یہ کہ جرمنی میں جماعت کم و بیش ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہے اور تمام سرحدوں تک جماعتیں موجود ہیں۔ نہ صرف بڑے شہروں میں بلکہ بعض چھوٹے چھوٹے قصبوں اور دیہات میں بھی جماعتیں موجود ہیں۔ دوئم یہ کہ احباب جماعت کی بڑی تعداد کسی ایک ضلع میں جمع نہیں۔ اس کی بجائے ہر ضلع میں کچھ نہ کچھ تعداد میں احمدی احباب موجود ہیں۔ چنانچہ 50 ہزار کے قریب احمدی ملک بھر کی 275 کے قریب مقامی جماعتوں میں منظّم ہیں۔ یعنی فی جماعت اوسط تعداد قریباً 250 ہے۔ ان خصوصیات کے پیش نظر چند سال قبل یہ پروگرام بنایا گیا کہ جماعتوں کی اتنی بڑی تعداد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک بھر میں وسیع پیمانے پر مقامی سطح پر عمائدین سے تعلقات استوار کرنے کے پروگرام بنائے جائیں۔

الحمدللہ یہ پروگرام اب جماعت جرمنی میں مستقل حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اور نہایت مقبول ہیں۔ یہاں تک کہ کئی جگہ پر میئر اور ممبران اسمبلی پوچھتے ہیں کہ آپ کا سالِ نو کا پروگرام کب ہو رہا ہے؟ مقامی عمائدین جن کو ان پروگراموں میں بلایا جاتا ہے، میں سیاستدانوں کے علاوہ صوبائی اور قومی سطح کے ممبران اسمبلی، شہری انتظامیہ، مذہبی تنظیمیں، پولیس، ریڈ کراس وغیرہ مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے احباب شامل ہیں۔

امسال ان پروگراموں کے انعقاد کے سلسلہ میں تنظیمی طور پر چند تبدیلیاں کی گئیں جن کی وجہ سے کام میں کافی آسانی پیدا ہوئی۔ پروگرام کے لئے دعوت نامہ کا انتظام اس مرتبہ ایک خودکار طریق پر کیا گیا تھا۔ مقامی جماعتوں کو ایک انٹرنیٹ لنک بھجوایا گیا جس کے ذریعہ وہ اپنا پروگرام ایک طے شدہ دائرہ کار میں تشکیل دے سکتی تھیں۔ دعوت نامہ اس دفعہ بذریعہ ای میل بھجوایا گیا اور مقامی جماعتوں نے بھی بذریعہ ای۔میل ہی عمائدین شہر کو بھجوایا۔ عمائدین میں اب بذریعہ ای میل دعوت نامہ کا رواج عام ہے۔ اس طریق پر دعوت نامے بھیجنے سے کاغذ کے علاوہ دعوت ناموں کی چھپائی اور ترسیل کی مد میں بھی ایک بڑی رقم کی بچت ہوئی۔

پروگرام کے لئے تلاوت کے لئے مجوزہ آیات، گذشتہ سال کی جماعتی مصروفیات کی ویڈیو، مہمانوں میں بہت مقبول ہے، مرکزی نمائندہ کی تقریر، کھانے کا مینو وغیرہ سب چیزیں مقامی جماعتوں کو مہیا کی گئی تھیں۔ کچھ جماعتوں نے اس میں حسب ضرورت تبدیلی بھی کی۔

امسال ان تقاریب میں 39 برگرمائسٹر، چھ ممبران صوبائی اسمبلی، پانچ ممبران قومی اسمبلی، ایک ممبر یورپی پارلیمنٹ، چار کمشنر ضلع، ایک صوبائی وزیر اور ایک سپیکر صوبائی اسمبلی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ ہر جگہ شہری، صوبائی اور قومی پارلیمنٹ، مختلف سیاسی پارٹیوں اور دیگر عمائدین شامل ہوئے جن کی مجموعی تعداد 1539 تھی۔ اتنی بڑی تعداد میں سیاسی و شہری عمائدین کا ہمارے ان پروگراموں میں شامل ہونا ایک بہت خوش آئندہ امر ہے، الحمدللہ۔ اس کامیابی کا سہرا مقامی عہدیداران کے سر ہے۔ فجزاھم اللہ واحسن الجزاء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال 75 جماعتوں میں نئے سال کے پروگرام منعقد ہوئے، ان جماعتوں کی حسب ذیل فہرست سے ظاہر ہے کہ یہ پروگرام اب جرمنی کے طول وعرض میں منعقد ہو رہے ہیں، الحمدللہ۔

Nr.	Date	Jamaat	Guests	Attendence
1	25.01.2020	Aachen		25
2	12.02.2020	Altenstadt		20
3	05.02.2020	Augsburg		11
4	01.02.2020	Bad Marienberg	Andreas Heidrich (Bürgermeister)	27
5	19.02.2020	Bad Segeberg		8
6	08.01.2020	Berlin		140
7	07.02.2020	Bremen		30
8	15.01.2020	Bruchsal		6
9	30.01.2020	Büdingen	Erich Spamer (Bürgermeister)	11
10	23.01.2020	Darmstadt	Herr Umberti, Frau Hofmann	80
11	22.01.2020	Delmenhorst		29
12	18.01.2020	Dieburg		50
13	12.02.2020	Dietzenbach		53
14	12.01.2020	Eich-Worms	Oberbürgermeister Herrn Adolf Kessel	25
15	25.01.2020	Ellwangen	Herr Christian von Stetten, MdB, Herr Dr Grimmer Oberbürgermeister	42
16	09.02.2020	Eppelheim	Patricia Rebmann, Bürgermeisterin der Stadt Eppelheim	12
17	19.01.2020	Eppertshausen		5
18	29.02.2020	Erfurt		30
19	12.02.2020	Flörsheim	Herr Dr. Bernd Blisch, Bürgermeister	8
20	31.01.2020	Frankenberg		90
21	22.01.2020	Frankenthal	Herr Christian Baldauf, MdL, Herr Bernd Knöppel, Bürgermeister	36
22	03.02.2020	Friedberg (Hessen)	Bürgermeister	40
23	21.01.2020	Fulda		65
24	21.02.2020	Gießen		55
25	01.02.2020	Ginsheim	Herr Thies Puttnins-von Trotha, Bürgermeister der Stadt Ginsheim-Gustavsburg	52
26	04.03.2020	Gräfenhausen	Herr Ralf Möller (Bürgermeister Weiterstadt)	20
27	18.02.2020	Griesheim		30
28	29.01.2020	Groß Gerau		20
29		Grünberg		11
30	13.02.2020	Hamburg		40
31	15.01.2020	Hanau	Hessischer Minister für Soziales und Integration Herr Kai Klose	35
32	28.01.2020	Hannover	Stellv. Oberbürgermeisterin Regine Kamarek	15
33	27.01.2020	Heidelberg	Prof. Dr. Eckart Würzner, Oberbürgermeister der Stadt Heidelberg	22
34	15.01.2020	Herborn	Frau Katja Gronau	6
35	08.02.2020	Immenhausen	Jörg Schützeberg, Bürgermeister	51
36	19.01.2020	Iserlohn		9
37	29.01.2020	Kiel	Herr Lasse Petersdotter (Landtagsabgeordneter), Herr Klaus Schlie (Landtagspräsident)	71
38	05.02.2020	Koblenz	Herr Detlev Pilger, MdB	10
39	15.01.2020	Köln		20
40	06.02.2020	Leipzig	Frau Juliane Nagel, MdL, Herr Rabbiner Zsolt Balla, Jüdische Gemeinde, Herr Thomas Köhler, Stadtrat	10
41	31.01.2020	Lübeck		40
42	23.01.2020	Mahdi Abad		32
43	04.02.2020	Maintal	Frau Monika Böttcher, Bürgermeisterin	25
44		Mainz		2
45		Mannheim		15
46	07.02.2019	Marburg	Jürgen Hertlein, Stadtrat, Marian Zachow, Erster Kreisbeigeordneter	105
47	17.01.2020	Mörfelden-Walldorf	Herr Thomas Winkler Bürgermeister Mörfelden-Walldorf, Herr Gahler, MdEP	50

Nr.	Date	Jamaat	Guests	Attendence
48	31.01.2019	München	Franz Heilmeier, Bürgermeister, Selahettin Sen, Integrationsbeauftragter, Tobias Eschenbacher, Bürgermeister	5
49	22.01.2019	Münster		15
50	04.02.2020	Nauheim	Herr Jan Fischer, Bürgermeister	15
51	29.01.2020	Neuss	Herr Reiner Breuer, Bürgermeister	75
52	29.01.2019	Neuwied	Herr Jan Einig, Oberbürgermeister	40
53	09.01.2020	Nürnberg	Herrn Pro. Dr Johannes Lähnemann	25
54	09.01.2020	Offenbach	Herr Dr. Felix Schwenke, Oberbürgermeister	43
55	23.01.2019	Oldenburg		9
56	19.02.2020	Pforzheim	Frau Katja Mast MdB	34
57	11.02.2020	Pinneberg	Frau Bürgermeisterin Urte Steinberg	37
58	31.01.2019	Radevormwald		26
59	29.01.2020	Rheine	Landrat Dr. Klaus Effing(Kries steinfurt), Bürgermeister Dr. Peter Lüttmann (Stadt Rheine)	22
60	19.01.2020	Riedstadt	Marcus Kretschmann	41
61	02.02.2021	Rodgau	u.a. Dr. Jens Zimmermann, MdB, u.a. Jürgen Hoffmann (Bürgermeister)	105
62		Rüdesheim		8
63	22.01.2020	Schlüchtern		10
64	29.01.2019	Schwetzingen	Pfarrer Christian Noeske, Bürgermeister Jürgen Kappenstein, Landtagsabgeordneter Manfred Kern	11
65	04.03.2020	Seligenstadt		5
66	26.02.2020	Stade		5
67	02.02.2020	Usingen		17
68	05.02.2020	Vechta		25
69	25.02.2020	Wabern	Herr Claus Steinmetz (Bürgermeister)	30
70	15.02.2019	Waldshut		26
71	22.01.2019	Wetter		37
72	25.01.2019	Wetzlar	Herr Manfred Wagner, Oberbürgermeister	43
73	15.01.2020	Wittlich		47
74	26.01.2020	Würzburg		60
75	07.02.2020	Zwickau		4

Hanau

Hanau

Kiel

Kiel

مکرم سید مبارک احمد شاہ صاحب

مرحوم

مکرم ریاض نوید صاحب۔ ہمبرگ

جرمنی کے پرانے احمدیوں کو ایک باوقار اور نفیس شخصیت یاد ہوگی جو پگڑی اور اچکن زیب تن کئے اور گلے میں کیمرے لٹکائے جلسہ سالانہ کے بابرکت لمحات کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کرنے کی کوشش میں مصروف نظر آتی تھی۔ ہر ایک کے ساتھ محبت سے پیش آنے والی یہ شخصیت حضرت مسیح موعودؑ کے ایک معروف اور جلیل القدر صحابی حضرت سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے مکرم سید مبارک احمد شاہ صاحب تھے۔ آپ 14 اگست 1920ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ جب میری پیدائش ہوئی تو میری بزرگ والدہ مجھے لے کر حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں برکت حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں جنہوں نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ اس کی شکل مبارک احمد سے بہت ملتی ہے لہٰذا اس کا نام مبارک احمد رکھیں۔ اس دن سے آپ کے نام صلاح الدین کے ساتھ مبارک احمد کا ایسا اضافہ ہوا کہ آپ سید مبارک احمد شاہ کے نام ہی سے معروف ہوگئے۔

خاکسار نے پہلی مرتبہ بزرگوارم شاہ صاحب کو اُس وقت دیکھا جب قریباً چالیس سال قبل آپ خریداری کی غرض سے ربوہ کے گولبازار میں ہماری دُکان نوید جنرل سٹور پر تشریف لائے۔ آپ کا میرے والد مکرم شیخ محمد اکرام صاحب مرحوم کے ساتھ پرانا اور خاص تعلق تھا اور یہی تعلق بعد میں جرمنی میں میرے ساتھ گہرے شفیقانہ تعلقات پر منتج ہوا۔

آپ 1974ء جرمنی تشریف لائے تھے اور 1989ء میں خاکسار ہمبرگ آیا تو جمعہ کے موقع پر آپ سے مسجد فضل عمر ہمبرگ میں ملاقات ہوئی اور تعارف کروایا تو آپ نے فوراً پہچان لیا اور نہایت محبت کا اظہار کیا اور پھر مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب سے بھی میرا تعارف کروایا۔ بعد میں آپ کے گھر جانے کا موقع بھی ملا اور پہلی بار ہی خاکسار آپ کی مہمان نوازی کا قائل بلکہ گھائل ہوگیا۔ پھر یہ تعلقات دن بدن مزید گہرے ہوتے چلے گئے اور آپ کی نوازشات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا۔

آپ کی مہمان نوازی صرف پُرتکلف کھانے پر ہی مشتمل نہ ہوتی تھی بلکہ نہایت ہی عمدہ واقعات، ہلکے پھلکے مزاح کا لطف بھی لئے ہوتی تھی اور خصوصاً مرکزی نمائندگان اور مربیان کے ساتھ تو ان کا نرالا سلوک تھا اور کھانے کے بعد ان کی تصاویر خود بنا کر ان کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ ایک بار مکرم محمد الیاس منیر صاحب ہمبرگ تشریف لائے تو مکرم لئیق احمد منیر صاحب، مکرم ساجد نسیم صاحب کے ساتھ شاہ صاحب کی عیادت کے لئے ان کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ آپ مربیان سلسلہ کے استقبال کے لئے گھر کے باہر منتظر ہیں۔ مہمان بیٹھک میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ میز کھانے پینے کی اشیاء سے لدا ہوا تھا اور یہ سب کچھ آپ نے خود تیار کیا تھا اور بڑی خوشی سے اپنے ہاتھوں سے مہمانوں کو پیش کرنے لگے۔

آپ کی اس دن طبیعت بھی بہت اچھی تھی چنانچہ خوب رونق رہی۔ مکرم شاہ صاحب کا حافظہ بھی غضب کا تھا۔ ایک مہمان سے کہنے لگے کہ آپ نے 2003ء میں مجھے قادیان میں گرم گرم مچھلی کھلائی تھی جو بہت مزیدار تھی اور مجھے آج تک یاد ہے۔ شاہ صاحب ازدیاد ایمان کی غرض سے واقعات بھی سنایا کرتے تھے اور اس موقع پر بھی آپ نے بزرگوں کے واقعات اپنے دلکش انداز میں سنائے۔ کہنے لگے ایک مرتبہ ایک پیغامی دوست نے مجھے کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد مرزا محمود چالاکی سے خلیفہ بن گیا تھا جس کی اس نے پہلے سے تیاری بھی کی ہوئی تھی۔ میں نے جواباً کہا کہ وہ چالاکی میرے والد صاحب نے ہی کی تھی۔ پوچھنے لگا کہ وہ کیسے؟ اس پر میں نے کہا کہ پہلے سے تیاری کا تو یہ عالم تھا کہ ہر طرف سے لوگ ٹوٹے پڑتے تھے اور میاں صاحب بیعت لیں، میاں صاحب بیعت لیں کا شور مچا ہوا تھا جبکہ حضرت میاں صاحبؓ کا یہ حال تھا کہ اتنی دنیا کے اتنے

اصرار کے بعد کہا کہ مجھے تو بیعت کے الفاظ ہی یاد نہیں۔ اس پر میرے والد صاحب بزرگوارم نے کہا کہ بیعت کے الفاظ مجھے یاد ہیں میں آپ کو بتاتا جاتا ہوں اور آپ ان کو دُہرا کر بیعت لے لیں۔

مکرم مبارک شاہ صاحب نے اپنی ایک رؤیا کا بھی ذکر کیا جس سے ان کی خلافت سے للّٰہی محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے موقع پر خلافت ثالثہ کے انتخاب کے بارے میں مَیں نے رؤیا دیکھا کہ میں مسجد مبارک ربوہ میں بیٹھا ہوں اور اِس سوچ میں غرق ہوں کہ اب کون خلیفہ ہوگا۔ اس پر خواب میں ایک شخص نظر آتا ہے جس نے ایک دولہا کی طرح سہرا اپنے چہرہ پر ڈالا ہوا ہے اور چہرہ اس طرح ڈھکا ہوا ہے کہ نظر نہیں آتا۔ اچانک ایک لمحہ کے لئے صرف ایک طرف سے وہ سہرا ذرا سا ہٹ جاتا ہے تو میں فوراً پہچان جاتا ہوں کہ یہ تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ہیں۔ عین اُسی وقت مجھے اپنے پیچھے کسی کے بیٹھنے کا احساس ہوتا ہے تو مڑ کر دیکھنے سے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ پر نظر پڑتی ہے۔ میں ادب سے پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں تو آپ اشارہ سے مجھے بیٹھے رہنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ اس واضح نظارہ سے مجھ پر یہ صاف کھل گیا کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ تیسرے خلیفہ ہوں گے۔

آپ نے ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ ایک بار میں حضرت مولانا غلام رسول صاحبؓ راجیکی کی خدمت میں دعا کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ مجھے فرمانے لگے کہ ’’ایک تو تم سیّد ہو اور پھر احمدی‘‘ اور تمہیں کیا چاہیے۔ دراصل یہ سبق دینا مقصود تھا کہ دعا وہی ہوتی ہے جو خود کی جائے اور ہر احمدی کا خدا سے تعلق ہے اور ہونا بھی چاہیے۔

حضرت چوہدری ظفراللہ صاحبؓ کے بارہ میں ایک واقعہ سناتے ہوئے کہنے لگے کہ ایک مرتبہ میں سائیکل پر سوار کہیں جا رہا تھا کہ سامنے سے حضرت چوہدری صاحبؓ کو آتے دیکھ کر فوراً سائیکل سے اُترا اور چل کر آپ کے پاس پہنچا اور سلام عرض کیا۔ حضرت چوہدری صاحبؓ فرمانے لگے کہ تم سائیکل سے کیوں اُترے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ مجھ میں تکبر پیدا ہو۔ چلو اس جگہ جا کر سائیکل پر سوار ہو کر آؤ اور مجھے سلام کرو جس طرح کہ تم دوسروں سے کرتے ہو۔

مکرم شاہ صاحب خود بھی اس عاجزی اور انکساری کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ یہاں مجھے آپ کی آخری عمر کا واقعہ جو شاید ان کی زندگی کا آخری قابلِ ذکر واقعہ تھا، یاد آرہا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہمبرگ میں تشریف فرما تھے تو مکرم شاہ صاحب کا مجھے فون آیا کہ تم کہاں ہو؟ میں نے کہا کہ میں کام پر ہوں مگر آپ حکم فرمائیں۔ کہنے لگے جتنی جلدی ممکن ہو میرے پاس آجاؤ۔ میں اتفاقاً ان کے گھر کے قریب ہی تھا (کیونکہ میں کوریئر کا کام کرتا تھا) لہٰذا چند منٹوں میں وہاں پہنچ گیا۔ آپ گھر کے دروازے

پر تیار کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا خیریت ہے؟ تو کہنے لگے کہ مجھے کسی نے اطلاع دی ہے کہ حضور انور یا حضرت آپا جان صاحبہ خاکسار کو ملنے کی غرض سے میرے گھر آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ گو میرے لئے یہ بات باعث برکت و رحمت ہوگی مگر میرا ضمیر اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ حضور انور یا حضرت بیگم صاحبہ کو یہ تکلیف فرمائیں۔ مجھے خود خدمتِ اقدس میں حاضر ہونا چاہیے۔ کیا تم مجھے ابھی بیت الرشید پہنچا سکتے ہو؟ میں ان کو لے کر بیت الرشید پہنچا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ابھی ملاقاتوں میں مصروف تھے مگر حضرت آپا جان صاحبہ مکرم مبارک شاہ صاحب (جو کہ رشتہ میں حضرت بیگم صاحبہ کے ماموں تھے) سے ملنے کے لئے تشریف لے آئیں اور آپ کا حال دریافت کیا اور گفتگو بھی فرمائی۔ حضرت آپا جان صاحبہ نے فرمایا کہ میرے سر پر ہاتھ تو پھیر دیں۔ شاہ صاحب نے نہایت عاجزی سے جواب دیا کہ میری یہ حیثیت نہیں۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح کی حرم محترمہ ہیں۔ آپ میرے لیے دعا کریں۔

حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ کے ایک واقعہ کی تصدیق کے لئے ایک دوست نے موصوف شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ کیا یہ درست ہے کہ آپ کے والد بزرگوارؓ کی شادی ہوئی تو انہوں نے اپنی اہلیہ محترمہ سے کہا کہ جب مجھے غصّہ میں دیکھو تو فوراً دوسرے کمرے میں چلی جانا اور مَیں وعدہ کرتا ہوں جب تمہیں غصہ آئے گا تو مَیں دوسرے کمرے میں چلا جایا کروں گا۔ سید مبارک احمد شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہاں یہ روایت بالکل درست ہے اور میرے والد صاحب نے مجھے بھی یہی نصیحت کی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 5 جنوری 2017ء بروز جمعرات قبل از نماز ظہر وعصر نماز جنازہ پڑھائی۔ اس سے قبل آپ کا ان الفاظ میں تعارف بیان کیا گیا۔

’’22 دسمبر 2016ء کو 96 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ بہت نیک، دعا گو، انتہائی صابر و شاکر، عبادت گزار، خلافت کے لئے بے پناہ محبت اور غیرت رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ بے حد ملنسار اور مہمان نواز تھے اور دوسروں کو دعا کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے۔ آپ لوگوں کے غم اور خوشی میں شریک ہوتے تھے۔ آپ مکرم سید کمال یوسف صاحب (ریٹائرڈ مبلغ سلسلہ ناروے) کے ماموں تھے۔

(الفضل انٹرنیشنل 20 جنوری 2017ء)

آپ ہمبرگ کے Öjendorf قبرستان میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے، آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات ودعائے مغفرت

مکرم محمد احمد انور صاحب حیدر آبادی

خاکسار کے اباجان مکرم محمد احمد انور صاحب حیدر آبادی مؤرخہ 22 مئی 2020ء کو بعمر 94سال لندن میں انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم 13/اپریل 1926ء کو حیدر آباد (دکن) میں پیدا ہوئے، آپ کے والد محترم مکرم محمد عثمان صاحب کوحضرت خلیفة المسیح الاول ؓ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت ملی تھی۔ اس اعتبار سے مکرم انور صاحب مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ مکرم عثمان صاحب کے پانچ بیٹے تھے اور سبھی کو اپنی کم آمد کے باوجود تعلیم و تربیت کی خاطر قادیان بھجوا دیا تھا چنانچہ مرحوم کا سارا تعلیمی دور قادیان میں ہی گزرا۔ آپ نہایت محنتی اور قابل انسان تھے جس کا ثبوت آپ کی عملی زندگی سے ملتا ہے جس کا آغاز آپ نے تعلیم الاسلام کالج میں بطور کلرک کیا تھا پھر فیزیکل ٹریننگ کا کورس کر کے اسی عظیم کالج میں DPE تعینات ہوئے۔ بعدہ اسلامیات اور اردو میں ایم اے کیا اور لیکچرار مقرر ہوئے۔ 1973ء میں آپ نے نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کیا اور گیمبیا بطور استاد بھجوائے گئے۔ 1976ء میں واپس آئے تو ایک سال بعد حکومتِ نائیجیریا کے ایک کالج میں اسلامیات کے پروفیسر کے طور پر 1988ء تک تدریسی خدمات کیں۔ اسی عرصہ میں آپ کو ایک خطرناک حادثہ بھی پیش آیا چنانچہ آپ لندن آگئے اور وہاں سے 1989ء میں جرمنی آ کر رہائش پذیر ہوئے اور 2010ء میں اپنی بیٹی کے پاس انگلستان منتقل ہو گئے اور آخر دم تک وہیں مقیم رہے۔ آپ کو کالج میں 22سال تک حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا اور ہمیشہ حضورؒ کا اعتماد اور خوشنودی نصیب رہی۔ اسی طرح خلافت رابعہ اور خامسہ کے دوران بھی آپ کی خلیفہ وقت کے ساتھ والہانہ محبت رہی۔

جرمنی میں آپ کو اول اول ناظم دار القضاء، نائب صدر قضاء کے ساتھ ساتھ مجلس انصار اللہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی، آپ کو مجلس انصار اللہ جرمنی کے ترجمان رسالہ الناصر کے بانی ایڈیٹر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ مرحوم کے لواحقین میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ آپ کی تدفین مؤرخہ 27 مئی 2020ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے نزدیکی قبرستان موصیان میں ہوئی۔

(مشرف احمد انور، بٹل بورن جرمنی)

مکرم زکریا داؤد صاحب

سالہاسال تک ہنوفر جماعت میں بطور صدر خدمت کی توفیق پانے والے مکرم زکریا داؤد صاحب مؤرخہ 11 مئی 2020ء کو 65سال کی عمر میں وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف کچھ عرصہ سے بعارضہ جگر علیل تھے اور ڈیڑھ ماہ قبل کورونا وائرس کا حملہ ہوا تھا۔

1989ء میں اہل وعیال سمیت جرمنی آئے اور 1997ء تک Bremen کی جماعت میں رہے۔ پھر Hannover آگئے اور سیکرٹری مال، صدر جماعت اور صدر کمیٹی تعمیر مسجد سمیع کے علاوہ ریجن ہمبرگ اور ہنوفر کی مجالس عاملہ میں بھی مختلف حیثیتوں سے بھرپور جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ آپ نے اُس وقت جب کہ ابھی کمپیوٹر عام نہ تھا، کمپیوٹر پر کام شروع کیا اور مالی نظام کو اتنا خوبصورت بنا دیا کہ جرمنی بھر میں ہنوفر ایک مثالی جماعت تھی۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی تنظیموں میں بھی خدمات سرانجام دیں۔ مسجد سمیع کی تعمیر کے دوران انہیں گرانقدر خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ قبل از وفات آپ انسپکٹر مال جرمنی کے طور پر خدمت بجا لا رہے تھے۔

مرحوم کے والد محترم مکرم محمد یوسف چینی صاحب مرحوم کا تعلق شنگھائی (چین) سے تھا، موصوف پیدائشی مسلمان تھے اور اپنے والد کی وفات کے بعد انہی کی وصیت کے مطابق ان کے ایک احمدی دوست حضرت قاری غلام مجتبیٰ صاحب انہیں شنگھائی سے قادیان لے آئے جہاں ان کی پرورش اور دینی تربیت ایک احمدی کے طور پر ہوئی۔ تقسیم ہند کے بعد یہ خاندان ربوہ منتقل ہو گیا۔

مرحوم زکریا صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور سردست ان کی تدفین ہنوفر کے قبرستان میں ہوئی ہے۔ ان کے لواحقین میں ان کی اہلیہ، چار بیٹے، ایک بیٹی کے علاوہ تین بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔

(رانا امتیاز احمد۔ ہنوفر جرمنی)

میرے والدین کی وفات

خاکسار کے پیارے ابا جان مکرم ومحترم رانا اعجاز احمد صاحب کاٹھگڑی (ابن عبدالحمید خان صاحب کاٹھگڑی) مورخہ 13 اپریل 2020ء کو کچھ عرصہ علیل رہ کر پیارے ابا جی بعمر تقریباً 80 سال اور دو ہفتے بعد مؤرخہ 28 اپریل کو بوقت سحری خاکسار کی امی جان محترمہ مسرت بیگم صاحبہ بعمر تقریباً 67 سال حرکتِ قلب بند ہو جانے کے باعث انتقال کر گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

خاکسار کے حقیقی والد مکرم ولی محمد صاحب تو 1969ء میں ہی جب ہم سب بہن بھائی بہت چھوٹے تھے، وفات پا گئے تھے۔ جس کے بعد ہماری والدہ کی دوسری شادی محترم رانا صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی تو آپ نے ہی ہماری پرورش کی اور اس میں کوئی کمی نہ چھوڑی، یہی وجہ ہے کہ ہم سب بہن بھائی آپ کو ابا جان ہی کہتے رہے ہیں۔ ہمارے یہ دونوں بزرگ انتہائی سادہ ایماندار اور بہت ہی قناعت پسند اور خلافت سے انتہائی محبت رکھنے والے وجود تھے۔ اباجان مرحوم ربوہ میں ایک لمبا عرصہ محکمہ واپڈا میں بطور لائن مین ملازم رہے۔ آپ ربوہ دار العلوم وسطی حلقہ لطیف میں رہائش پذیر تھے۔

آپ کے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ میرے تین بھائی عزیزم مقصود احمد طاہر Groß Gerau میں اور عزیزم عبدالباسط اور عزیزم ریاض احمد جماعت Stockstadt جرمنی میں رہائش پذیر ہیں جبکہ ایک بھائی اور تینوں بہنیں پاکستان میں ہیں۔

(محمود احمد ناصر۔ اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

احمدیہ مساجد جرمنی میں عیدالفطر (25مئی 2020ء) کے مناظر

بیت الشکور ناصر باغ گروس گیراؤ میں نماز عیدالفطر مکرم جری اللہ صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی

بیت الرشید ہمبرگ میں نماز عیدالفطر مکرم شکیل احمد عمر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی

مسجد سمیع ہنوفر کے صحن میں نماز عیدالفطر مکرم عارف خان صاحب صدر جماعت نے پڑھائی

Monthly
AKHBAR-E-AHMADIYYA
Germany

VOL 21 | ISSUE 06 | June 2020

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir